ماہنامہ

نوائے صوفیہ

انٹرنیشنل

اسلام آباد

شمارہ نمبر ۵۷ | قیمت بارہ روپے | اپریل ۲۰۰۰ء

آمدہ از غیب نامش نوربخشؒ

بود چوں خورشید بامش نوربخشؒ



جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ سائیاں گاؤں مظفر آباد آزاد کشمیر

مدرسہ صوفیہ نوربخشیہ امبازی ڈیرہ دون کے ساتھ

تعاون کی اپیل



مدرسہ صوفیہ نوربخشیہ ڈیرہ دون ہندوستان میں بسنے والے تمام اہل صوفیہ نوربخشیہ کے دیرینہ خوابوں کی تعبیر ہے۔ بحمد اللہ مخلص دینی بھائیوں اور کارکنوں کے جہد مسلسل اور جذبہ ایمانی سے سرشار اہل صوفیہ نوربخشیہ کے جانی ومالی تعاون کی بدولت امبازی ضلع ڈیرہ دون میں ۲۱ مارچ ۱۹۹۹ء سے درس وتدریس کا آغاز ہو چکا ہے۔ اس مدرسہ میں ۱۰۰ سے زائد طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں جن میں علاقہ لداخ اور نوبرا سے تعلق رکھنے والے ۱۲۵ اقامتی طلباء بھی شامل ہیں۔ مدرسہ تمام اقامتی طلباء کی تعلیم وتربیت، خوراک، پوشاک اور رہائش کا مفت بندوبست کرتا ہے۔ اس کے علاوہ مدرسہ کی شایان شان عمارت کی تعمیر کا کام بھی زور شور سے جاری ہے۔ لہذا تمام اہل صوفیہ نوربخشیہ سے خواہ وہ دنیا کے کسی بھی حصے میں مقیم ہوں اپیل کی جاتی ہے کہ وہ اپنے صدقات، فطروزکوٰۃ و چندہ جات سے تعاون فرما کر ہماری حوصلہ افزائی فرمائیں۔ تاکہ مستقبل میں یہ درسگاہ مسلک صوفیہ نوربخشیہ اور دین اسلام کا مضبوط نظریاتی قلعہ ثابت ہو۔

تعاون کے طالب:

۱۔ انجمن صوفیہ نوربخشیہ ویلفیئر آرگنائزیشن امبازی ڈیرہ دون

۲۔ انجمن صوفیہ نوربخشیہ ویلفیئر آرگنائزیشن پرتاپور نوبرا

اس ضمن میں ادارہ نوائے صوفیہ پاکستان سے چندہ دینے والے حضرات سے گزارش کرتا ہے کہ چونکہ پاکستان سے براہ راست ہندوستان رقم بھیجنے کا کوئی انتظام نہیں ہے اس لئے چندہ جات کی رقم نوائے صوفیہ کے درج ذیل پتہ پر ارسال فرمائیں۔ جمع شدہ رقم کو نمائندہ نوائے صوفیہ سعودی عرب حاجی غلام نبی شاہین صاحب کے اکاؤنٹ میں جمع کیا جائے گا اور وہاں سے مذکورہ مدرسہ کو بالواسطہ ترسیل ہوگی۔

پتہ:

G.H. MAROOFI FLAT NO. 14/7

CAT IV SECTOR I-8/1 ISLAMABAD

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احیائے تصوف کا علمبردار اور اتحاد بین المسلمین کا نقیب

ماہنامہ نوائے صوفیہ انٹرنیشنل

شمارہ نمبر ۵۷

قیمت بارہ روپے

اپریل ۲۰۰۰ء

بانی: ڈاکٹر غازی محمد نعیم، مدیر: علامہ محمد بشیر، آرٹ ڈیزائننگ: جی ایچ معروفی

نوائے صوفیہ میں چھپنے والے تمام مضامین اور خبروں کی ذمہ داری مضمون نگار اور نامہ نگار حضرات پر عائد ہوتی ہے۔ مدیر

خط و کتابت کا پتہ: 358-A سیکٹر نمبر G-6/1-1 اسلام آباد پاکستان

فہرست مضامین

الکتاب	قرآن مجید	مولوی عبد الحمید	
فقہ	مجموعہ شریعت محمدیہ ﷺ	ابو العرفان علامہ محمد بشیر	۲
احوال صوفیاء	احوال حضرت شاہ قاسم فیض بخشؒ	غلام حسن نور بخش	۳
نوربخشیات	تعارف صوفیہ نوربخشیہ	شکور علی انور	
حسینیات	برصغیر میں عزاداری کی تاریخ	غازی محمد نعیم	۱۱
شعر و سخن	نعت رسول مقبولؐ	علی احمد قمر	۲۱
	نغمہ حریت	علی احمد قمر	۱۹
	یک جہتی کشمیر	احسان علی دانق	۲۰
فقہی مسائل	آپ کے مسائل اور ان کا حل	ابو العرفان علامہ محمد بشیر	۲۲
اخبار التصوف	دنیائے تصوف کی خبریں	جی۔ ایچ معروفی	۲۳
بزم سالک	قارئین کے خطوط	مولانا محمد انور تھلوی	۳۱

الکتاب

قرآنِ مجید

مولوی عبدالحمید فاضل عربی۔ ایم اے

بشر الذین آمنوا و عملو الصالحات ان لهم جنات تجری من تحتها الانهار کلما رزقوا منها من ثمرة رزقاً قالوا هذا الذی رزقنا من قبل و اتوا به متشابها ولهم فیها ازواج مطهرة و هم فیها خالدون ٥ (البقرہ آیت نمبر ۲۵)

ترجمہ

(اے حبیب) ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک اعمال کئے خوشخبری دیجیے کہ یقیناً ان کے لئے (ایسے) باغات ہیں جن کے نیچے نہریں (بہہ رہی ہیں)۔ جب ان کو ان باغوں میں سے کوئی پھل کھلایا جائے گا تو (اس کی ظاہری صورت دیکھ کر) کہیں گے یہ تو وہی ہے جو ہمیں پہلے کھلایا گیا ہے اور (حالانکہ) انہیں اس سے ملتا جلتا پھل دیا جائے گا اور ان کے لئے پاک بیویاں ہیں اور وہ اس (جنت) میں ہمیشہ رہیں گے۔

تشریح

قرآن مجید جہاں نافرمانوں اور گمراہوں کو وعید سناتا ہے وہاں اہل حق کو خوشخبریاں بھی دیتا ہے۔ اس آیت کریمہ میں ان لوگوں کے لئے جنتوں کی بشارت دی گئی ہے جو اہل ایمان ہیں اور ایمان کے ساتھ عمل صالح بجالاتے ہیں۔

ایمان اور عمل کا رشتہ :

قرآن مجید میں جا بجا ایمان کے ساتھ عمل اور عمل کے ساتھ ایمان کا ذکر آیا ہے۔ سورہ العصر میں یوں ارشاد ہوتا ہے۔

ان الانسان لفی خسر الا الذین آمنوا و عملوا الصلحت

بے شک انسان خسارے میں ہے مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال کئے۔

سورہ التین میں یوں فرمایا گیا۔

ثم رددناہ اسفل الا الذین آمنوا و عملوا الصالحات فلهم اجر غیر ممنون

پھر اس (انسان) کو پستی کی طرف لوٹایا گیا سوائے ان کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال انجام دیئے ان کے لئے بے حساب اجر ہے۔

یوں عمل صالح کی قبولیت کے لیے پہلی شرط ایمان ہے۔ ایمان کے بغیر عمل ریگ میں پانی کی روانی ہے جس کا وجود و عدم یکساں ہے۔ اسی طرح ایمان صرف اس خشک تصدیق کا نام ہے جس میں عمل صالح کی شادابی نہ ہو۔ صرف وہی ایمان مستند ہے جس میں عمل صالح کی سر سبز شاخیں ہوں ان پر رنگ برنگ کی عبادات کے پھول کھلیں اور ان پھولوں کی ایسی بہار پیدا ہو کہ اس راستے سے معصیت کے کانٹے ہٹادینا لوئی عمل شمار ہو۔

جنات :

جنات جنت کی جمع ہے۔ جنت کے لغوی معنی باغ کے ہیں۔

قرآن مجید میں سات جنتوں کا نام آیا ہے۔

۱۔ جنت الفردوس ۲۔ جنت عدن ۳۔ جنت النعیم

۴۔ دار الخلد ۵۔ جنت الماویٰ ۶۔ دار السلام

۷۔ جنت العلیین

صوفیانہ تشریح:

اہل معرفت کو اپنے ایمان اور عمل صالح کی برکت سے اسی دنیوی زندگی میں جنتیں نصیب ہوں گی۔ مثلاً جنت عبودیت، جنت رویت، جنت محبت، جنت معرفت، جنت قربت، جنت مشاہدہ، جنت وصال، جنت لقاء

ان سب جنات کے نیچے الگ الگ نہریں رواں ہوتی ہیں۔ جنت عبودیت کی نہر حقائق حکمت کا ادراک ہے۔ جنت رویت کی نہر جمال حق کی رویت ہے۔ جنت محبت کی نہر رضا ہے۔ جنت معرفت کی نہر اخلاص ہے۔ جنت قربت کی نہر نور صفات الٰہی ہے۔ جنت مشاہدہ کی نہر لطائف ہے۔ جنت وصال کی نہر محبت ہے۔ جنت لقاء کی نہر سکینہ (سکون) ہے۔ پھر ان جنات کے الگ الگ ثمرات ہیں۔ یہ ثمرات ناسوتی بھی ہیں، ملکوتی بھی، جبروتی بھی ہیں اور لاہوتی بھی۔

واتوا به متشابهاً:

اہل جنت کو جب کھانے کے لئے پھل دیا جائے گا تو وہ کہیں گے کہ یہ وہی پھل ہیں جو ہمیں پہلے بھی دیئے گئے تھے۔ کیونکہ جنت کے پھل شکل و شباہت میں سب ایک جیسے ہوں گے لیکن یہ مشابہت صرف ظاہری ہوگی جبکہ لذت میں ایک سے ایک بڑھ کر ہوگا۔ چنانچہ قرآن نے اس کی طرف یوں اشارہ فرمایا ہے۔

فلا تعلم نفس ما اخفی لهم من قرة اعین

کسی شخص کو بھی اس چیز کا علم نہیں ہے کہ اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لئے کیا کیا نعمتیں پوشیدہ رکھی گئی ہیں۔ حدیث قدسی ہے۔

اعدت لعادی الصالحین مالا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر فی قلب بشر (بخاری)

"میں نے اپنے صالح بندوں کے لئے (ایسی ایسی نعمتیں تیار کر رکھی ہیں جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے اور نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی دل میں ان کا خیال گزرا ہے۔ یعنی جنت کی نعمتیں انسانی خیال و گمان میں بھی نہیں آسکتیں۔

ازواج مطهرة:

جنت کی بے شمار نعمتوں میں سے ایک بڑی نعمت جن کا قرآن مجید نے بارہا ذکر کیا ہے وہ پاک بیویاں ہیں جو ہر قسم کی گندگیوں حتیٰ کہ حیض و نفاس سے بھی پاک ہوں گی۔ سورہ رحمان میں جنتی بیویوں کی صفات یوں بیان ہوئی ہیں۔

لم یطمثهن انس قبلهم ولا جان کانهن الیاقوت و المرجان

"نہ انہیں کسی انسان نے اور نہ کسی جن نے اس سے پہلے چھوا ہوگا گویا وہ (خوبصورتی میں) یاقوت اور مرجان ہیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ اگر ایک جنتی حور کا حسن اس دنیا پر ظاہر ہو جائے تو پوری دنیا اس کے حسن کے پرتو سے چمک اٹھے گی۔

هم فيها خالدون:

جب انسان کو کوئی مقام و مرتبہ اور نعمت ملتی ہے تو ساتھ ہی یہ خوف بھی لاحق ہوتا ہے کہ کہیں یہ نعمتیں چھن نہ جائیں اور کہیں ان سے محروم ہونا نہ پڑے۔ چنانچہ ھم فیھا خالدون فرما کر اس لاشعوری خوف کا ازالہ کر دیا گیا ہے۔ ☆

فقہ (گزشتہ سے پیوستہ)

مجموعۂ شریعتِ محمدیہؐ

ابوالعرفان علامہ محمد بشیر

ومن لم یعرف البسملة من الفاتحة و من کل سورة الأ البرآءة و لو کان یقرؤھا کانت صلٰوته ناقصةً ولا تثمر ثمرة کاملةً اخرویةً وفی العجز او ضیق الوقت لو قرأ الفاتحة تکفیه او قرأ بعضھا او سورةً اخرٰی او اٰیةً طویلةً او ثلاث اٰیاتٍ قصیرة او سبح و حمّد و هلّل و کبر او وقف بمقدار قرآءتھا یکفیه امّا لو امکنه التعلّم و تغافل و تکاسل فعصیٰ و یجب علی الامام و سائر حکام الاسلام ان یعلموہ زجرًا وسیاسةً و علی الاخرس ان یحرّک لسانه و یعقد بھا قلبه ان امکنه وان لم یمکنه فلا یکلّف

ترجمہ:

جو کوئی "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" کو سورہ فاتحہ اور سورہ توبہ کے سوا ہر ایک سورت کا حصہ نہ سمجھتا ہو اگرچہ وہ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" پڑھ بھی لے تو اس کی نماز ناقص ٹھہرے گی اور اخروی لحاظ سے کامل بار آور نہیں ہو گی۔ عاجز آنے کی صورت میں یا وقت نماز کے تنگ ہونے کی صورت میں اگر (صرف) سورہ فاتحہ پڑھے تو یہی اس کے لئے کافی ہے یا وہ سورۂ فاتحہ کا کچھ حصہ پڑھے یا کوئی دوسری سورت پڑھے یا ایک لمبی سی آیت پڑھے یا وہ تین چھوٹی چھوٹی آیتوں کو پڑھ لے یا "سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر" پڑھے یا وہ ان چیزوں کے پڑھنے کی مقدار کا وقفہ کرے تو یہی صورت کافی ہے۔ ہاں اگر اس کو سیکھنے کا موقع ملے اور وہ خود جان بوجھ کر غفلت کا مظاہرہ کرے یا سست بن جائے تو وہ گنہگار ٹھہرے گا۔ امام اور تمام اسلامی حاکموں کے ذمے بطور سیاست ڈانٹ پلا کر اسے قراءت کا سکھانا واجب ہے۔ گونگے کے لئے اپنی زبان کو ہلانا اور اپنے دل میں قراءت کا عقیدہ رکھنا کافی ہے بشرطیکہ ایسا کرنا اس کے لئے ممکن ہو اگر اس کے لئے ایسا کرنا ممکن نہ ہو تو وہ مکلف نہیں ٹھہرایا جائے گا۔

وضاحت:

مذکورہ عبارتوں میں قراءت نماز کے ضمن میں امور ذیل کی واضح نشاندہی کی گئی ہے۔

۱۔ بسملہ کی حیثیتِ وجودی۔
۲۔ تاثیر اعتقاد
۳۔ شرعاً عذر مسموع پر سہولتیں
۴۔ قراءت سیکھنے کی اہمیت
۵۔ غافل و کاہل کی سزا
۶۔ گونگے کی قراءت کی نوعیت

تفصیلِ وضاحت:

۱۔ "بسملہ کی حیثیتِ وجودی" کا مطلب یہ ہے کہ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" کا وجود استقلالی سورۂ توبہ کے سوا ہر ایک سورت کا لازمی حصہ بننے کی صورت میں قائم ہے۔ چنانچہ شریعت محمدیہ کی رو سے ہر نماز گزار کے لئے ضروری ہے کہ وہ آغاز قراءت پر

بسملہ کا پڑھنا نہ بھولے۔ یعنی نماز گزار سورۂ فاتحہ کا آغاز بھی بسملہ سے کرے اور اس کے ساتھ ملانے والی سورت کا آغاز بھی بسملہ سے کرے اور ساتھ ساتھ یہ پختہ اعتقاد رکھے کہ بسملہ سورہ توبہ کے سواہر ایک سورہ قرآن کا لازمی حصہ ہے۔ گویا اسی اعتقاد کے ساتھ قراءت کا حکم بجالائے۔ خوب آگاہ رہے کہ بسملہ سورہ نمل کے آغاز کے ساتھ ساتھ اس کی آیت نمبر تیس کا بھی حصہ ہے۔ گویا سورۂ نمل کی قراءت کی صورت میں دوبار بسملہ کا تحقق ہوتا ہے۔ ایک آغاز پر اور ایک آیت نمبر تیس پر۔ سورۂ توبہ کی قراءت کی صورت میں اگر قراءت نماز ہو اور کوئی نماز گزار سورۂ فاتحہ کے ساتھ سورۂ توبہ کی قراءت کرنا چاہے تو پھر اس کے لئے سورہ توبہ کی قراءت کے وقت بھی بسملہ پڑھنا روا قرار پائے گا۔ قراءت نماز کے سوا عام تلاوتِ قرآن کے وقت سورۂ انفال کو اختتام پذیر کر کے سورۂ توبہ کی تلاوت کی نوبت آئے تو وہاں پر علم تجوید کی رو سے تین صورتیں روا ہیں۔ ۱۔ وصل ۲۔ فصل ۳۔ سکتہ مزید تفصیلات کا یہ محل نہیں۔ گویا نماز گزار حضرات کو بسملہ کی "حیثیت وجودی" کا خوبی پتہ چل گیا۔ نماز گزار حضرات یہ بات بھی ذہن نشین رکھیں کہ جہراً قراءت کی صورت میں بسملہ بھی جہراً پڑھنا اور سراً قراءت کی صورت میں بسملہ بھی سراً پڑھنا ضروری ہے۔

۲۔ "تاثیر اعتقاد" کا مطلب اس مقام پر یہ ہے کہ نماز گزار بسملہ کو قراءت کا حصہ سمجھ کر پڑھا کرے۔ گویا نماز گزار کا قول لسانی اس کے اعتقاد قلبی کی ترجمانی کرے۔ چنانچہ اگر کوئی نماز گزار اعتقاد قلبی کے لحاظ سے بسملہ کو قراءت کا حصہ نہ سمجھتا ہو اور اس کے باوجود بسملہ پڑھتا ہو تو اس کا بسملہ پڑھنا بے سود ہو گا کیونکہ اس کا قول لسانی یہاں پر اعتقاد قلبی کی ترجمانی نہیں کرتا بلکہ دونوں میں ہم آہنگی کا فقدان ہے۔ ایسی صورت میں اس کی نماز کامل نہیں ٹھہر سکے گی بلکہ ناقص ٹھہرے گی اور اخروی مفاد کے لحاظ سے نماز گزار کے لئے بارآور ثابت نہیں ہو گی۔

۳۔ "شرعاً عذر مسموع پر سہولتیں" کا مطلب یہاں پر یوں ہے کہ اگر کوئی نماز گزار کامل مکمل قراءت بجالانے سے یکسر عاجز ہو یا وقتِ نماز تنگ ہو تو ایسی صورت میں نماز گزار کو قراءت کی چند سہولتیں شرعاً دی گئی ہیں وہ یہ ہیں۔

۱۔ صرف سورۂ فاتحہ پڑھنے پر اکتفا کرے۔

۲۔ سورہ فاتحہ کا کچھ حصہ پڑھ لے۔

۳۔ سورہ فاتحہ کے سوا کوئی دوسری سورت پڑھ لے۔

۴۔ ایک لمبی سی آیت پڑھے۔

۵۔ تین چھوٹی چھوٹی آیتیں پڑھ لے۔

۶۔ کلمات اربعہ یعنی "سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر" پڑھے۔

۷۔ ان کلماتِ اربعہ کی ادائیگی کی مقدار کا صرف وقفہ کرے قراءت کے موقع پر۔ گویا نماز گزار کو شرعاً قابل قبول عذر کی صورت میں قراءت کی یہ سات سہولتیں میسر ہو جاتی ہیں اور بس۔

۴۔ "قراءت سیکھنے کی اہمیت" کا مطلب یہ ہے کہ قراءت چونکہ نماز کے بڑے بڑے ارکان میں سے ہے اس کی درست ادائیگی نماز گزار کے لئے ضروری ہے۔ لہذا غلط قراءت بجالانے والے نماز گزار حضرات کے ذمے لازمی فریضہ ہے کہ وہ غلط قراءت سے خود کو بچائے رکھے اور قراءت کی صحیح بجاآوری کے لئے انتھک محنت سے کام لے۔ کسی قابل استاد سے درست قراءت سیکھے تاکہ اس کی طرف سے نماز کے ایک بڑے رکن کی بجاآوری درست طریقے سے ہو اور وہ ہر لحاظ سے بے لوث نماز گزار گنا جاسکے۔

۵۔ "غافل و کاہل کی سزا" (باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر دیکھیے)

احوالِ صوفیا سلسلۃ الذھب (گزشتہ سے پیوستہ)

احوالِ شاہ قاسم فیض بخشؒ

غلام حسن نوربخش ایم۔اے

تصنیف و تالیف :

حضرت شاہ قاسم فیض بخشؒ بہت بڑے عالم دین، عالم شریعت اور عارف حقیقت ہونے کے ساتھ ساتھ بہت اچھے طبیب ہیئت دان، رمال اور منجم بھی تھے۔ ایک طبیب حاذق کی حیثیت سے وہ مختلف جڑی بوٹیوں، معدنیات اور جواہر کے اثرات اور خواص سے بھی اچھی طرح واقف تھے۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ اتنے بڑے عالم تبحر ہوتے ہوئے انہوں نے کوئی کتاب تصنیف نہیں کی۔

فیض بخشؒ سے متعلق فاش غلط فہمی :

شاہ قاسم فیض بخشؒ کے متعلق گزشتہ شمارے میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ ان کی علمی قدر و منزلت اور روحانی عظمت کا ایک زمانہ قائل ہے لیکن یہ بھی طے ہے، کہ انہوں نے کوئی تصنیف یا تالیف کا کام سرانجام نہیں دیا۔ غالباً ان کی ساری زندگی اپنے والد گرامی کے مریدوں، شاگردوں اور عقیدت مندوں کی تعلیم و تربیت اور سلسلہ نوربخشیہ کی ترویج، اشاعت میں گزر گئی اور انہیں کسی قسم کی تحریری سرگرمی کا موقع نہیں ملا۔

بلتستان سے باہر کی علمی دنیا میں فیض بخشؒ سے منسوب کسی تصنیف و تالیف کا کوئی پتہ نہیں ملتا۔ ان کے تفصیلی حالا تحفۃ الاحباب میں مندرج ہیں مگر کسی تحریری کام کا سراغ نہیں ملتا اسی طرح جن کتب اور رسائل میں فیض بخشؒ کا ذکر آیا ہے ان میں بھی ان کی کسی تصنیف کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔ اس کے با مبینہ طور پر فیض بخشؒ سے منسوب تین کتابیں بلتستان نوربخشیوں کے ہاں رائج ہیں۔ وہ یہ ہیں :

۱۔ افاضات فیض بخشؒ

۲۔ مصالح الاسلام

۳۔ رسالہ امامیہ

ذیل میں ہم ان کتابوں کی اصلیت کی تحقیق کرتے ہی

۱۔ افاضاتِ فیض بخش :

سید قاسم شاہ فیض بخش سے منسوب عربی میں ۲ صفحات پر مشتمل ایک کتابچہ ادبی پریس کراچی سے شائع ہوا اگرچہ اس کتابچے کی تاریخ اشاعت درج نہیں ہے لیکن یہ ۱۹۵۶ اور ۱۹۷۰ء کے درمیان اخوند غلام مہدی کریس والے سابق امام جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ محمود آباد کراچی نے شائع کیا ہے۔ اسی دوران مشہور سنی شخصیت محمد سعدی خپلوی نے ضیا برقی پریس راولپنڈی سے فقہ احوط منظوم در فرائض ۱۶ صفحات پر مشتمل شائع کروائی نیز اسی دوران منتظمین جامعہ نوربخشیہ نا فرضی ادارے کی جانب سے تشریح الفرائض کے نام سے صفحات پر مشتمل کتابچہ اشرف پریس لاہور سے شائع کیا گیا۔

ان میں سے اول الذکر عربی میں ہے۔ یہ فقہ احوط کے باب الفرائض کی من مانی نثری تشریح ہے۔ مصنف نے فقہ احوط

عبارات پر خط کھینچ کر ان کی تشریح ہے۔ یہ سب مولوی خلیل
رحمن بلغاری کی اختراع ہے۔

فقہ احوط منظومہ در فرائض فارسی نظم میں ہے۔ اصل
ب بلتستان کے مشہور فارسی شاعر اخوند سلطان علی بلغاری کی
ہے جنھوں نے فقہ احوط کا فارسی میں منظوم ترجمہ کیا ہے۔
مولوی خلیل الرحمن نے اخوند سلطان کی منظوم باب الفرائض
بہت سے خود ساختہ اشعار شامل کر لئے ہیں اور اسے مولوی
سعدی شیلوی کے ذریعے شائع کروایا ہے۔

تشریح باب الفرائض اردو میں ہے جو اول الذکر
تصنیف کا ترجمہ ہے۔ یہ بھی مولوی خلیل الرحمن صاحب کا
کارنامہ ہے اور جامعہ نوربخشیہ بھی ان کے اپنے سازشی ذہن کا
تراشیدہ ہے۔

مولوی خلیل الرحمن بلغاری کے دو بیٹے ہیں ان میں
سے ایک محمد باقر اور دوسرا محمد اسحاق ہے۔ اسحاق نامی بیٹے کی
مناسبت سے وہ اپنی کنیت ابو اسحاق بھی استعمال کرتے ہیں اور محمد
باقر کی رعایت سے اپنی کنیت شیخ ابو الباقر بھی تحریر میں لاتے ہیں
جیسا کہ مشجر الاولیاء کے ناشر کی حیثیت میں یہ نام آیا ہے۔
مولوی صاحب عربی اور فارسی کے بلند پایہ عالم تھے۔ اہل حدیث
کے مختلف مدارس میں پڑھاتے رہے۔ آخری ایام دار العلوم
خوازی بلتستان میں شیخ الجامعہ کی حیثیت سے گزار کر وہیں فوت
ہوئے۔ وہ عربی، فارسی اور اردو میں شعر گوئی کی بھی قدرت
رکھتے تھے۔ شاہ قاسم فیض بخش کی تعریف میں مندرجہ ذیل
اشعار ان کے اپنے ہیں۔

مظہر ان معمات نوربخش
فیض بخش و فیض بخش و نوربخش
مسکن درد شقاق و اختلاف

نوربخش و نوربخش و نوربخش
این ستودہ دوست رحمان را بدان
خیر بخش و فیض بخش و نوربخش

غرض یہ کتاب مولوی خلیل الرحمن کا ساختہ پرداختہ اور ترجمہ کردہ ہے اس کا فیض بخش سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

۲۔ مصابیح الاسلام:

یہ کتاب عربی میں ہے اور خطبۃ الکتاب اور مختلف فروعی مسائل پر مشتمل ہے۔ اس کے کسی قلمی نسخے کا کوئی سراغ نہیں ملتا تاہم اس کے دو چھاپی نسخے دستیاب ہوئے ہیں۔

۱۔ پہلی بار یہ ۱۳۱۵ھ / ۱۸۹۷ء میں سید عباس ولد سید جلال (پدر سید شریف الدین) چیلو ثم غورسے نے شائع کی۔ یہ چھوٹی تقطیع کی ۳۹ صفحات پر مشتمل اغلاط سے بھرپور کتاب ہے۔

۲۔ دوسری بار ۱۳۴۶ / ۱۹۲۸ء میں سید قاسم شاہ کھرکوی نے کتاب نوربخشیہ کے ساتھ نگینہ پریس جالندھر سے شائع کی جو بڑی تقطیع کے صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ بھی اغلاط سے بھری پڑی ہے۔

ان دونوں چھاپی نسخوں کی اشاعت میں اکتیس سال کا وقفہ ہے۔ دونوں میں کافی فرق پایا جاتا ہے۔ سید قاسم شاہ کے نسخے میں شاہ قاسم فیض بخش کا نام بطور مؤلف دو جگہ آیا ہے جبکہ دوسرے نسخے میں صرف ایک جگہ۔ دونوں میں تفاوت کی مثال ملاحظہ کیجیے۔

نسخہ سید قاسم شاہ:

انا قاسم بن محمد ابن عبداللہ ابین بما لا یعین فی دیننا و کتابنا الفقہ الاحوط (ص ۱۳۲)

معنی قاسم بن محمد بن عبداللہ ہوں۔ میں وہ مسائل بیان کروں گا جو ہمارے دین اور ہماری کتاب فقہ احوط میں معین (واضح) نہیں

ہیں۔

نسخہ سید عباس:

فیقول العبد الضعیف قاسم بن محمد عفی الله عنهما کتبت هذا الکتاب امتثالاً بامر ابی .... سید محمد نور بخش (ص ۸)

پس عبد ضعیف قاسم بن محمد عفی اللہ عنھما کہتا ہے کہ میں نے یہ کتاب اپنے ابا جان .... سید محمد نور بخشؒ کے حکم کی تعمیل میں لکھی ہے۔

اہل علم سے مخفی نہیں کہ یہ بین فرق کتاب کے جعلی ہونے کا ثبوت ہے۔

سید قاسم شاہ کے نسخے میں للفرقۃ ناجیہ امامیہ صوفیہ معروف بہ نور بخشیہ لکھا ہوا ہے جبکہ سید عباس کے نسخے میں یہ پوری عبارت سرے سے موجود ہی نہیں ہے۔

نیز اس کتاب کے جعلی ہونے کے دیگر بین ثبوت یہ ہیں:

۱۔ سید شاہ عباس خپلوی ثم غرسوی کے نسخے میں مصنف کا نام قاسم بن محمد درج ہے جبکہ سید قاسم شاہ کے نسخے میں قاسم بن محمد بن عبداللہ درج ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ شاہ سید محمد نور بخشؒ کا فرزند قاسم فیض بخش نہیں بلکہ کوئی اور شخص ہے کیونکہ سلسلہ نور بخشیہ کے مؤسس میر سید محمد نور بخشؒ کے بیٹے شاہ قاسم فیض بخش کا سلسلہ نسب یوں ہے۔

سید قاسم فیض بخش

سید محمد نور بخش قہستانی

سید محمد قائنی

سید عبداللہ لحصوی

۲۔ اس کتاب کی عربی عبارات انتہائی کمزور اور اغلاط سے پر ہیں۔ شاہ قاسم فیض بخشؒ جیسے بزرگ جن کے بارے میں شاہ سید محمد نور بخشؒ نے فرمایا ہے کہ

از نور بخش ہر کہ طلب میکند بگوی

تا پیش قاسم آید و مردی شود متین

(غزلیات نور بخش)

فقہ احوط میں ان کی قابلیت کی یوں تصدیق فرماتے ہیں۔

الولد القابل العادل العالم الفاضل

اے قابل، عادل، عالم اور فاضل بیٹے

ایک خط میں سید نور بخشؒ شاہ قاسمؒ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

فرزند قرۃ العین قاسم طول اللہ عمرہ چون قبول علوم ادبیہ و شرعیہ و حکمیہ و ریاضیہ و اطوار و انوار و مکاشفات و تجلیات و آداب طریقت معرفت و حقیقت دارد

میر انور چشم قاسم طول عمرہ ادب، شریعت، حکمت، ریاضی، اطوار، انوار، مکاشفات، تجلیات، آداب طریقت و معرفت و حقیقت کے علوم رکھتا ہے۔

(تحفۃ الاحباب ص ۶۳)

ایسے عالم فاضل شخص سے ایسی گھٹیا ژولیدہ بلکتی بد انڈ کی عربی ممکن ہی نہیں ہے۔ اس کتاب کی ہر عربی عبارت پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ میں میر شاہ قاسم فیض بخش کی نہیں کسی اور کی ہوں لوگ خواہ مخواہ مجھے ان کی طرف منسوب کر کے ان کے علمی مقام کو گھٹا رہے ہیں۔

۳۔ اس کتاب میں بہاؤالدین عاملی کا نام درج ہے (دیکھئے ص ۱۰) اور یہ صاحب ۱۰۳۰ھ میں پیدا ہوئے۔ اس طرح یہ شاہ قاسم فیض بخش کے ۱۰۳ سال بعد کی شخصیت ہے۔ رسالے پر سال تالیف ۸۳۰ھ لکھا ہے۔ پس سال تالیف سے ۲۰۰ سال بعد پیدا ہونے والے شخص کا نام کتاب میں کیونکر آسکتا ہے؟

بہاؤالدین عاملی کی ایک کتاب "نان وحلوہ" کے نام سے مشہور ہے۔ اور ان کا نام کسی نان وحلوہ کے شائق کا استعمال کردہ معلوم ہوتا ہے۔

۴۔ سید شاہ عباس کے نسخے میں مصنف کا دعوی ہے کہ اس نے اپنے ابا جان کے حکم سے یہ کتاب لکھی ہے (دیکھئے ص ۸) جبکہ سید قاسم شاہ کھر کوی کے نسخے میں مصنف کا دعوی ہے کہ

... بما لا یعنی فی دیننا و کتابنا الفقہ الاحوط (ص ۱۳۲)

... میں انہیں بیان کروں گا جو ہمارے دین اور ہماری کتاب فقہ احوط ... میں واضح نہیں۔

تعجب ہے کہ فقہ احوط جو مجموعہ شریعت محمدیہ کا مکمل ... بیان ہونے کے اعتبار سے دور حاضر میں بھی شرعی معاملات میں ... رہنمائی کا سامان بہم پہنچاتی ہے جبکہ اس کتاب کی رو سے شاہ ... علیہ الرحمہ کے فوراً بعد ان کے بیٹے اور خلیفہ کو ان کی عظیم ... کتاب کے تشنۂ تکمیل رہ جانے کا احساس پیدا ہوتا ہے اور ... کی کمزوریوں کو دور کرنے کے لئے ایک ضمیمہ چھاپ دیتے ... ہیں۔ (معاذاللہ)

لیکن حیرت کی بات تو یہ ہے کہ اس کتاب میں کسی وضاحت طلب بات کی وضاحت تو سرے سے موجود نہیں بلکہ پہلے سے طے شدہ بات میں عجیب وغریب موشگافیاں پیدا کی گئی ہیں اور بہت سی باتیں ایسی لکھی گئی ہیں جو براہ راست فقہ احوط کے مسائل سے متصادم ہیں۔ چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

الف: فقہ احوط میں نواقض وضو کی تفصیل یوں موجود ہے۔
۱۔ پیشاب ۲۔ پاخانہ ۳۔ ریح ۴۔ ودی ۵۔ زوال عقل ۶۔ ٹیک لگا کر سونا

مصالح الاسلام کے مطابق پہلی دوسری اور چوتھی صورت برقرار ہے جبکہ پانچویں اور چھٹی صورت کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ تیسری صورت کے بارے میں لکھا ہے۔

"ہمارے مذہب میں کھانا ثقیل قسم کا ہو اور زوردار ریح نکلے تو استنجا واجب ہے اور اگر کھانا ہلکا ہو اور ریح زوردار نہیں بلکہ ہلکی نکلے تو وضو نہیں ٹوٹتا" (ص ۱۳۴)

ب: فقہ کے مطابق مرد کے لئے دو غسل واجب ہیں۔ ۱) جنابت اور ۲) غسل المیت اور عورتوں کے لئے چار غسل واجب ہیں یعنی مذکورہ بالا ہر دو کے علاوہ ۳) حیض ۴) نفاس
مصالح میں دونوں کے لئے غسل المیت کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ (۱۳۴)

ج: فقہ احوط کے مطابق غسل میں چار واجبات ہیں۔
۱۔ نیت ۲۔ پورے جسم کو دھونا ۳۔ ترتیب ۴۔ موالات
جبکہ اس کتاب میں دو واجب ہیں نیت اور سارا جسم دھونا (ص ۱۳۴)

د۔ فقہ احوط میں ایک تیمم سے دو فرض پڑھنا جائز ہے جبکہ مصالح میں ناجائز (ص ۱۳۵)

ہ۔ فقہ احوط میں تراویح نفل نماز ہے۔ یہ انفرادی طور پر بھی پڑھنا جائز ہے نہ پڑھے تو نفل ہونے کی بنا پر کوئی مواخذہ نہیں۔ جبکہ مصالح میں تراویح باجماعت کا ترک کرنے والا دوزخی اور اس کے واسطے جنت حرام ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔

من صلی صلوۃ التراویح بالجماعت فھو مع الشھداء فقد مات فھو شھید دخل الجنۃ ومن ترکھا حرمت علیہ الجنۃ فدخل النار (ص ۱۳۹)

جس نے تراویح باجماعت پڑھی وہ شہداء کے ساتھ ہوگا اور شہید کی موت مرے گا اور جنت میں جائے گا۔ جس نے اسے چھوڑا اس کے لئے جنت حرام ہے پس وہ جہنم میں جائے گا۔

و۔ فقہ احوط میں امام جماعت کے سب اوصاف مکمل طور پر آئے

ہیں جبکہ مصابح میں ان پر مستزاد لکھا ہے۔

لایجوز امامة الدباغة والبوس و کنیز البیع و الهرمة والدوقین ان کان فقیها ورعاً

چہرہ ساز (دباغ) اچھوت، دکاندار، بوڑھا اور چکی والا ان کی امامت جائز نہیں خواہ وہ فقیہہ اور پرہیزگار کیوں نہ ہوں۔

اس آخری عبارت میں توہموں کے نظریات پیش کیے گئے ہیں نہ کہ مساوات محمدیؐ کے۔

ز۔ کتاب کا مصنف نرالے خیالات کا مالک ہے جو یہ لکھتا ہے۔

"نہ مرد کو تین کپڑوں کا کفن سنت ہے ۱۔ قمیص ۲۔ عمامہ ۳۔ لفیفہ اگر ان سے زیادہ کوئی کفن دے تو

جعل الله فی قبره نارا یعنی اللہ تعالیٰ اس کی قبر کو آگ بنا دے گا۔

دیکھئے کفن دینے والے کی غلطی کی سزا بے چارے مردے کو مل رہی ہے کیا یہ عدل خداوندی سے قرین ہے؟

ہمارے اندازے کے مطابق یہ کتاب آقائے سید علی کرکی کے زمانے کی پیداوار ہے۔ انہوں نے مختلف چھوٹے چھوٹے فقہی مسائل کو ہوا دے کر نوربخشیوں میں اضطراب پیدا کیا تھا۔ ان کی باتوں کی تردید کے لئے کسی بلتی ملا نے یہ کتاب عربی میں لکھی اور اس پر شاہ قاسم فیض بخش کا نام لکھ کر ان کی طرف منسوب کر دیا۔ اس کتاب میں خاص طور پر ان مسائل پر زور موجود ہے جو کسی زمانے میں نوربخشی علماء کے ہاں اختلافی سمجھے جاتے تھے مثلاً غسل میت کا مسئلہ کفن کا مسئلہ وغیرہ۔

(جاری ہے)

بقیہ مجموعہ شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم

کا مطلب اس مقام پر یہ ہے کہ اگر کوئی نماز گزار غلط قراءت پڑھتا ہو اور اس کو درست قراءت سیکھنے کا موقع میسر ہو کوئی رکاوٹ وغیرہ نہ ہو۔ اس کے باوجود وہ جان بوجھ کر غفلت کا شکا[ر] رہتا ہو اور سستی اور کاہلی کا مظاہرہ کرتا ہو تو اس کے حق میں ایک سزا تو گنہگار ہونے کی ملے گی اور دوسری سزا اس دنیا میں ارباب اقتدار کی طرف سے ملے گی۔ ارباب اقتدار کی طرف سے ملنے والی سزا یہ ہوگی کہ حاکم وقت کی طرف ایسے غافل اور کاہل فرد بشر کو خوب ڈانٹ پلائی جائے گی اور مناسب تعزیر بھی جاری کی جائے گی اور اس کو درست قراءت سیکھنے پر مجبور کیا جائے گا۔

۶۔ "ہم گونگے کی قراءت کی نوعیت" کا مطلب یہ کہ اگر [کو]ئی نماز گزار گونگا ہو یا گونگی اسے نماز پڑھنے کا طریقہ سکھا دیا جائے اور قراءت کی درست ادائیگی تو اس سے نہیں ہو سکتی لہذا وہ اپنی زبان کو ہلاتا رہے اور ساتھ ساتھ دل میں قراءت کو خیال رہے کہ وہ زبان ہلانے کے ذریعے قراءت کا حکم بجالا رہا ہے تو ایسا کرنا اس کے لئے کافی ہے۔ "یہ اس گونگے کے حق میں ہے جو اس حد تک سمجھ دار ہو اور ایسا کرنا اس کے لئے ممکن ہو۔ اگر وہ اس حد تک سمجھ دار ہو اور ایسا کرنا اس کے لئے ممکن ہو اگر وہ اس حد تک سمجھ دار نہ ہو اور ایسا کرنا اس کے لئے ممکن نہ ہو تو وہ سرے سے مکلف ہی قرار نہیں پائے گا۔

(جاری ہے)

بقیہ تعارف صوفیہ نوربخشیہ

لیکن پھر بھی بارگاہ الٰہی میں بغاوت، گستاخی، حکم عدولی، غرور اور تکبر ایسے خطرناک نتائج پیدا کرتے ہیں جس کا ازالہ کسی صورت میں ممکن نہیں ہوتا۔ ابلیس کا واقعہ حکم عدولی کا عبرتناک واقعہ ہے کہ ہزاروں سال عبادت وبندگی، مقدس فرشتوں کی معیت، آسمانی قیام، جنت کی سکونت اور خداتعالیٰ کا قرب سب کے سب ایک تکبر کے نتیجے میں خاک میں مل گئے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار.........(جاری ہے)

نوربخشیات (گزشتہ سے پیوستہ)

تعارف صوفیہ نوربخشیہ

مولانا شکور علی انور فاضل عربی

علم اولیاء :

انبیاء کرام کے بعد اولیاء عظام کا علم کامل اور مکمل مظاہر کا نتیجہ ہے کیونکہ جس طرح انبیاء وحی وانباء اور نزول ارواح کے ذریعے حقائق اشیاء کی کنہہ تک رسائی رکھتے ہیں جو سراسر عطائی اور فضل ربی سے افاضہ ہوتا ہے اسی طرح اولیاء عظام کا علم بھی کشف و الہام، القاء و ایماء اور صالح خوابوں سے عبارت ہوتا ہے جس کے ذریعے وہ معارف الٰہی کے اسرار و رموز سے آگاہ ہوتے ہیں۔ چونکہ یہ گروہ از خود حسن وجود کا زیور اور خزانہ موجود کے اسرار ہیں، موجودات کا مدار ان کے وجود پر ہے اور ان کے وجود کے واسطے سے خزانہ وجود میں کائنات کے تمام ذرات پر انوار وجود الٰہی کا افاضہ ہوتا ہے۔ ان کے انوار اسرار کا عکس اہل روحانیت کی مجلسوں کی رونق بنتا ہے اور ان کے کشف و شہود کے انبار معارف حق کے باغات کے اشجار بنتے ہیں جو کرومیان کے لئے نظارہ گاہ حیرت ثابت ہوتے ہیں۔ اسلئے حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں۔

لو کشفت الغطاء ما ازددت یقینا

اگر غیب کے تمام پردے اٹھ جائیں تو بھی میرے یقین میں ذرہ بھر اضافہ نہ ہوتا۔ ان کا کمال یہ ہے کہ انہوں نے آغاز ایمان میں ہی تمام علوم حاصل کر لئے تھے اور بعد ازاں تمام اسرار کو عیان کی صورت ان کے آگے پیش بھی کیا جاتا تو ان کے آغاز ایمان کے یقین میں کوئی مزید اضافہ ممکن نہ تھا۔ اہل صوفیہ ان نکات کے بارے میں بھی عقیدہ رکھتے ہیں۔ چنانچہ حضرت شاہ سید محمد نوربخش کتاب الاعتقادیہ میں حقائق علم سے پردہ چاک کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ذات و صفات خداوندی کی اصل حقیقت نگاہ عقول انسانی سے پوشیدہ ہے لیکن بڑے بڑے انبیاء علیہم السلام اور کامل اولیاء کرام وجاهدوا فی الله حق جهاده (تم اللہ کی رضاجوئی کے بارے میں اس حد تک مجاہدہ کرو جس حد تک مجاہدہ کا حق ہے) کے حکم کے مطابق مجاہدات پر عمل پیرا ہوئے اور انہوں نے جاهدوا فینا لنهدینهم سبلنا (جو لوگ ہماری رضاجوئی کی خاطر مجاہدہ کرتے ہیں ہم ان کو ضرور اپنی راہوں پر لگا دیتے ہیں) کے مطابق راہ خدا کی ہدایت حاصل کی۔ وہ عالم ملک کے مکاشفات، عالم ملکوت کے مشاہدات، عالم جبروت کے معاینات اور عالم لاہوت کی تجلیات کو رسائی پا گئے اور وہ خداوند عالم کی یکتائی کے سمندر میں قطرۂ آب کی طرح مکمل مل گئے اور وہ اللہ کے تصور میں فنا ہو گئے اور پھر وہ اللہ کی توفیق سے باقی رہے اور اللہ کے پسندیدہ اخلاق کا نمونہ بن گئے۔

(کتاب الاعتقادیہ ص ۳۷)

اس کیفیت تک رسائی پانے والے ولا یحیطون بشیء من علمه الا بما شاء کے زمرے میں داخل ہو جاتے ہیں۔

عقیدۂ عصمت :

پہلا رخ :

تمام مستند علمائے اسلام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ انبیاء کرام نہ صرف جسمانی و قلبی لحاظ سے گناہ اور معاصی سے پاک وصاف ہیں بلکہ تمام حالات میں شیطان اور اس کے وساوس کے اثرات سے بھی پاک ہیں۔ تاہم اس موضوع پر حتمی فیصلہ حضرت قطب الاقطاب شیخ علاؤالدولہ سمنانی نے فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ ادب واحترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ کہنا کہ انبیاء علیہم السلام مطلقاً معصوم ہیں اس کی نفی روا نہیں ہے۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام تمام گناہ کبیرہ سے عمداً یا سہواً دونوں صورتوں میں پاک ہیں۔ اگر ان سے کوئی لغزش سرزد ہو جائے یا بھولے سے کوئی گناہ صغیرہ ظاہر ہو جائے تو باعتبار اس حدیث کے کہ اذا احب اللہ عبداً لم یضرہ ذنب جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو چاہنے لگے تو اسے اس کا کوئی گناہ ضرر نہیں پہنچا سکتا۔ تاہم توبہ کی توفیق دی جاتی ہے۔ اور جب اس سے حسنات صادر ہوتے ہیں تو اس کی تمام برائیاں محو کر دی جاتی ہیں۔ جیسا کہ حق تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اولئک یبدل اللہ سیاتھم حسنات

وہی لوگ جن کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے تبدیل کر دیتے ہیں۔

دوسرا رخ :

انبیاء کے متعلق بعض قرآنی مظہرات کے سبب یہ گمان گزرتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام شاید معصوم اور لغزشوں سے مبرا نہیں ہیں۔ جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش کا صدور اور جنت سے اخراج، حضرت موسیٰ علیہ السلام سے قبطی کا خون ہونا، حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ستاروں، چاند اور سورج کی رویت کا التباس ہونا وغیرہ وغیرہ۔

ان شکوک کو دفع کرتے ہوئے حضرت علاؤالدولہ سمنانی فرماتے ہیں۔

" یہ کہنا بھی روا ہے کہ کہ انبیاء علیہم السلام معصوم نہیں ہیں۔ قرآن کی اس آیت کے پیش نظر کہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وعصیٰ آدم ربہ فغویٰ

اور آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی تو وہ گمراہ ہو گیا۔

اس اظہار کی تکذیب جائز نہیں بلکہ واجب ہے کہ اس بات سے آگاہ ہو تاکہ حسن ادب کی رعایت کرے ان کے متعلق جن کے بارے میں منشاء ایزدی کا یہی فیصلہ تھا۔

قولِ فیصل :

مذکورہ بالا مظہرات کے سامنے اگرچہ اہل ایمان مضمحل ہو سکتے ہیں لیکن حضرت قطب الاقطاب شیخ علاؤالدولہ سمنانی ارشاد فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ پر تحقیق سے جو دو رخ سامنے آتے ہیں کہ اس میں قول فیصل یہی ہے کہ اصلاً انبیاء علیہم السلام تمام کبیرہ گناہوں سے مطلقاً معصوم ہیں اور اسی طرح صغیرہ گناہوں سے بھی پرہیز کی بدولت اولیاء محفوظ ہیں جو غفلت کی بنا پر گناہ کو دیکھنے اور توبہ کرنے میں تاخیر اور کوتاہی نہیں کرتے۔

انبیاء معصوم اور اولیاء محفوظ :

العروہ میں ہے کہ ولی کے ضمن میں یہ احتمال ہے کہ کبھی نفس اس پر غالب آجاتا ہے اور اچانک وہ نفس کی خواہشات سے دوچار ہو جاتا ہے جس پر کسی تاویل اور فراموشی کی گنجائش بھی موجود ہے۔ لیکن نبی کسی تاویل اور فراموشی کے بغیر اس چیز سے معصوم ہیں کہ ان سے خلاف فرمان یعنی خلاف حکم شرعی

کوئی عمل ظاہر ہو اور جب اصل حقائق پر نظر رکھا جائے تو جو کسی نبی یا ولی سے لغزش صادر ہو جاتی ہے وہ ان کی نفسانی کثافت کی تحلیل اور خود بینی اور غرور کا توڑ ہے۔ لیکن یہ بات ان کی عصمت کو مزید قوی بناتی ہے۔ چونکہ غرور تمام گناہوں سے زیادہ سنگین گناہ ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ اگر غرور کا خاتمہ مطلوب نہ ہوتا تو حق تعالیٰ بندوں کو آزاد نہ رکھتا اور بندوں سے محبت کی بنیاد یہی ہے کہ ان سے گناہ سرزد ہوتے ہیں اور پھر وہ خدا سے بخشش مانگتے ہیں۔ چنانچہ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوں مناجات کیا کرتے تھے

ان تغفر اللھم فاغفر جما وای عبدلک لا الما

اے پروردگار اگر بخشتا ہے تو تمام بندوں کو بخش دے اور کون بندہ ہے تیرا جو بے گناہ ہے۔

روایت ہے کہ حضرت جنید بغدادیؒ سے کسی نے سوال کیا کہ عارف لوگ کس طرح گناہ کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔ جواب میں امر الٰہی کی یہ تلاوت فرمائی۔

وکان امر اللہ قدراً مقدوراً (احزاب آیت ۳۸)

یعنی خدا کا معاملہ اس کے فیصلوں کے مطابق ہوا کرتا ہے۔

لغزش کی تحقیق :

لغزش یعنی پھسلن بظاہر ایسے خلاف واقعہ عمل کے لئے بولا جاتا ہے جہاں عمل و کردار میں بغاوت و سرکشی تو درکنار قصد اور ارادے کا بھی دخل نہیں ہوتا۔ بشری تقاضے کے پیش نظر ایک ایسا عمل صادر ہو جائے جو بظاہر خلاف توقع سمجھا جاتا ہو اور اس عمل میں نیت قصد ارادہ اور عزم کی قسم کی کوئی چیز شامل نہ ہو تو اسے لغزش کہتے ہیں۔ اس کی مثال ہے کہ جیسے ایک دو سالہ معصوم بچے کے ہاتھوں کسی کو سخت نقصان پہنچے یا اس کی مار سے کسی آنکھ پھوٹ جائے تو اس معاملے میں بچے کے علم وارادہ یا بغاوت وسرکشی کو کیا دخل ہے؟ اس سے بغیر نیت ایسا فعل سرزد ہو گیا جو نہ خطا ہے نہ معصیت نہ جرم نہ گناہ۔

تقریباً ایسی ہی کیفیت انبیاء کرام کے ان واقعات کی ہے جو ان سے لغزش کے طور پر صادر ہو گئے ہیں۔ ان کو خلاف حکم اور گناہ وعصیان سے نسبت نہیں دی جا سکتی۔

یاد رہے کہ اس بات پر اکثر اہل تفسیر اور جدید محققین کا اتفاق ہے اور حضرت امام غزالی فرماتے کہ انبیاء کرام علیہم السلام سے اکثر خورق عادات اور معجزے ظاہر ہوتے ہیں جن کی حقیقت یہی ہے کہ عام انسانی طاقت ایسے واقعات ظاہر کرنے سے عاجز اور قاصر ہے۔

تاریخ امم یہ بتاتی ہے کہ بہت سی قومیں انبیاء کرام کے معجزات اور خرق عادات کو دیکھ کر ان کی الوہیت اور ربوبیت کی قائل ہو گئی تھیں حتیٰ کہ بعض قوموں نے اپنے نبی کو خدا کا بیٹا اور شریک خدا جیسے مشرکانہ عقیدوں سے متصف سمجھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کی لغزشوں کو اس گمراہی اور بد عقیدگی کے انسداد کا ذریعہ بنایا ہے کہ اگر یہ خدایا خدائی طاقتوں کے حامل ہوتے تو ان سے لغزشیں سرزد نہ ہوتیں اور وہ اپنی لغزشوں پر پہلے ہی متنبہ ہو جاتے۔ بہر حال انبیاء کرام کی لغزشوں کی حکمت کچھ بھی ہو نبوت و رسالت کے حامل نفوس قدسیہ بشری لوازم بھی رکھتے ہیں، جو معصیت قطعاً نہیں ہے۔

حکم عدولی کی سزا :

حضرت آدم مسجود ملائک، خلیفۃ اللہ اور صفی اللہ ہونے کے باوجود بشری وطبعی خصوصیات کی بنا پر ابلیس لعین کے وسوسہ سے بھی متاثر ہوئے اور پھر توبہ وانابت کی پیغمبرانہ سنت بھی انہی کے دم سے رائج ہوئی اور خطاکاروں کے لئے باب رحمت بھی ہمیشہ کے لئے وا ہو گیا۔............ (باقی صفحہ ۱۰ پر ملاحظہ کیجئے)

کربلائی ادب

برصغیر میں عزاداری کی تاریخ

ڈاکٹر غازی محمد نعیم

انسانی معاشرے میں رواج پذیر ہونے والے بہت سے رسوم و رواج اور مذہبی تہوار اور عبادات عظیم تاریخی روایات سے اثر پذیر ہوتے رہتے ہیں۔ تاریخ کا دھارا اپنے بہاؤ میں جہاں سیاست و معاشرت کے بہت سے عوامل کو خس و خاشاک کی طرح بہا کر لے جاتا ہے وہاں اپنے دامن میں انسانی جذبوں کی تمام تر شدتوں کو یوں جذب بھی کرتا جاتا ہے کہ جس کے زور پر انسانی معاشرہ تہذیب و تمدن کی منازل طے کرتا ہوا بام عروج کی طرف گامزن رہتا ہے۔ ساتھ کچھ انسانی واقعات اتنے گراں قدر ہوتے ہیں کہ وہ تاریخ کا رخ موڑ دینے کی بھی صلاحیت رکھتے ہیں۔ کربلا کی سرزمین پر حسین ابن علیؑ کا زندۂ جاوید کارنامہ ایسا ہی عظیم الشان تاریخی واقعہ ہے۔

واقعۂ کربلا نے تاریخ انسانیت پر بالعموم اور تاریخ اسلام پر بالخصوص بڑے دیرپا نقوش چھوڑے ہیں۔ حسینؑ حریت کا علمبردار اور محکوموں اور مستضعفین کے لئے رہنمائی کی روشن مثال بن کر ابھرے جیسا کہ علامہ اقبال نے فرمایا ہے۔

تا قیامت قطعِ استبداد کرد
موجِ خونِ او چمن ایجاد کرد

تحت ہماری گفتگو کا موضوع یہی تاریخی ارتقاء ہے۔

جیسا کہ ماتم حسینؑ کے شناسا اس حقیقت
واقف ہیں کہ شہادتِ امام عالی مقام کے بعد اہل بیت
مصائب کا ایک پہاڑ ٹوٹا۔ ان کے خیموں کو نذر آتش کیا
بیبیوں کو بے پردہ کیا گیا۔ شہیدوں کی مقدس لاشوں
کے سموں تلے روندا گیا۔ ان کے مطہر سروں کو نوک
زینت بنایا گیا۔ تین دن کے پیاسوں کو تپتی ریت پر اپ
اطہر سے سیراب کرنے کے بعد جب اہل حرم کے
تاراج کرنے کی باری آئی تو معصوم بچوں تک کو طمانچے
اور اس پر بھی توقف نہ کرتے ہوئے ان مظلوم اور بے
لوگوں کو کوفہ و شام کے بازاروں میں پھرایا گیا۔ حضر
حضرت ام کلثومؑ اور حضرت امام زین العابدینؑ کے غ
ڈوبے ہوئے خطبوں نے ان مظلوموں کا دیدار ک
ہزاروں آنکھوں کو اشکبار بنا دیا اور ان لوگوں کو سوگو
ہجوم میں بدل کر رکھ دیا۔

شاہ سید محمد نوربخشؒ نے اپنی عظیم فقہی کت
الاحوط" میں تعزیت کے مسئلے میں فرماتے ہیں۔

رقة القلب والترحم و الحزن الغالب والله يحب كل قلب حزين

ترجمہ: "سوگ منانا تین دنوں تک سنت ہے۔ ندب حرام ہے بشرطیکہ کہ جھوٹ پر مشتمل ہو۔ ندب کا مطلب یہ ہے کہ لوگ میت کے اوصاف اور خصائل شمار کرنے لگیں۔ نیز نوحہ کرنا، بے صبری کا مظاہرہ کرنا، سینہ اور سر کا پیٹنا، کپڑے کا پھاڑنا، داڑھی کا مونڈنا اور اسے چھوٹی کرنا اور زمانہ جاہلیت کی تمام رسمیں حرام ہیں، مگر رونا حرام نہیں کیونکہ رونے کا معاملہ دل کی نرمی، ترس کھانے اور کثرت غم کی وجہ سے ہوتا ہے اور اللہ پاک ہر غمگین دل کو پسند کرتا ہے۔"

شاہ سید علیہ الرحمہ کا فرمان اہل اللہ کی وہی سنت ہے جس کا سراغ ہمیں خود عالی مقام علیہ السلام کے ارشادات میں ملتا ہے۔ چنانچہ شاہ سید محمد نور بخش واقعہ کربلا کا بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

فقال الحسين عنيه السلام لاهل بيته و اصحابه ان نزل قضاء الله و قدره فاتخذوا الصبر شعاراً والاستقرار دثاراً و الا تجزعوا و لا تضرعوا ولا تنوحوا ولا تضربوا الصدور ولا تنتفوا الشعور ولا تنشقوا الجيوب ان هذه كله امر الجاهلية ولا تشمتوا بنا الاعداء بالجزع و الاضطراب ان الصبر انمثاب عند الصدمة الاولى والصبر عند المصيبة امر ربنا و سنة جدنا و ان الله مع الصابرين ○

"حسین علیہ السلام نے اہل بیت اطہار اور اپنے جان نثاروں سے فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور اس کے فیصلے کے نزول کی گھڑی آئے تو صبر اور استقامت کو اپنا شعار بنانا اور بے صبری کا مظاہرہ نہ کرنا اور نہ نوحہ کرنا اور نہ سینہ کوبی کرنا اور نہ اپنے بال اکھاڑنا اور نہ گریبان پھاڑنا یہ سب زمانہ جاہلیت کی رسمیں ہیں اور بے صبری اور بے قراری کا مظاہرہ کرکے دشمنوں کو خوش نہ کرنا وہ صبر جس کا ثواب ملتا ہے وہ پہلے صدمہ کے وقت کا صبر ہے اور مصیبت کے وقت صبر کرنا ہمارے رب کا حکم اور ہمارے نانا کی سنت ہے اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔"

امام عالی مقام کی اسی وصیت کا اثر تھا کہ واقعہ کربلا کے بعد کربلا کی شیر دل بیبیاں یزیدی ظلم اور استبداد کے خلاف چٹان بن کر کھڑی ہو گئیں۔ چنانچہ شاہ سید محمد نور بخش علیہ الرحمہ اہل کوفہ سے بی بی زینب سلام اللہ علیہا کے ولولہ انگیز خطاب کو یوں نقل فرماتے ہیں۔

و قامت زينب اخت الحسين عليهما السلام و اومت الى الناس من هودجها ان اسنتوا فسكنت الانفاس و هدات الاجراس فقالت عليها السلام الحمد لله رب العلمين والصلواة و السلام على سيد المرسلين اما بعد يا اهل الكوفة يا اهل الختلط و الخذل اتبكون فلا سكنت العبرة ولا هدأت الئة انما مثلكم مثل التى نقضت غزلها من بعد قوة انكاثا تتخذون ايمانكم دخلا بينكم الاوان فيكم الصلف و الصنف و داء الصدر الشنف و ملق الامة و مجز الاعدآء كمرعى على دمنة او كفضة على ملحودة الا ساء ما تزرون اى والله فابكوا كثيراً و اضحكوا قليلاً فقد ذهبتم بعارها و شنارها فلن ترحضوها بغسل ابداً و انما ترحضون قتل سليل خاتم النبوة و معدن الرسالة و مدار حجتكم و منار محجتكم و سيد شباب اهل الجنة و يلكم يا اهل الكوفة الا ساء ما سولت لكم

انفسکم ان سخط اللہ علیکم وفی العذاب انتم
خالدون ۔ اتدرون ای کبد لرسول اللہ صلی اللہ علیہ
والہ وسلم فریتم وای دم لہ سفکتم وای کریمۃ لہ
ابرزتم لقد جئتم شیئاً اداً تکاد السموات یتفطرن
منہ و تنشق الارض و تخر الجبال ھدا

ولقد اتیتم بھا خرقاء شوھا طلاع الارض
افعجبتم ان امطرت السماء دما فلعذاب الاخرۃ
اخزی فھ انتم لا تنصرون فلا یستخفنکم المھل
ولا یحفزہ البدار ولا یخاف علیہ فوات الثار کلا ان
ربی و ربکم لبالمرصاد O

والناس کانوا حیاری واضعی ایدیھم علی
افواھھم وکان شیخاً قدنا منھا یبکی حتی
اخضلت لحیۃ ثم قال بابی انت وامی قد صدقت
یا بنت سیدۃ النساء کھولکم خیر الکھول و
شبابکم خیر الشباب انا فعلنا عملاً شفیعاً فصرنا
ھدف الملامۃ للعالمین الی یوم القیامۃ فوجب
علینا البکاء والندامۃ والتجزع الی یوم الاخرۃ ط

اور خواہر حسین زینب سلام اللہ علیھا نے سواری کو ٹھہرایا اور اپنے ہودج سے لوگوں کو خاموش رہنے کا اشارہ فرمایا تو لوگ خاموش ہو گئے اور گھنٹیوں کی آوازیں تھم گئیں۔ تو زینبؑ نے ارشاد فرمایا۔

"سب تعریفیں اللہ تعالی کے لئے اور صلوۃ و سلام سید المرسلین پر ہو۔ امابعد اے کوفہ والو اے فریبو۔ کیا تم روتے ہو؟ خدا کرے تمہارے آنسو کبھی نہ ختم ہوں۔ تمہاری نوحہ گری کی آوازیں ہمیشہ آتی رہیں۔ تمہاری مثال تو اس عورت کی سی ہے جو اپنا سوت مضبوط کاتنے کے بعد ٹکڑے ٹکڑے کر کے توڑ دے۔ تم نے اپنی قسموں کو آپس کی دخل اندازی کا سبب بنا رکھا ہے تم میں لاف زنی کرنے والے بھی ہیں اور باتیں بنانے والے بھی، سینوں کی بیماری رکھنے والے بھی ہیں کینہ خو بھی اور چاپلوسی کرنے والے بھی اور تیز تلوار رکھنے والے دشمن بھی۔ تم گھورے پر اگنے والی سبزی ہو یا کسی قبر کے مردے کی چاندی۔ خبردار تم بہت برا بوجھ اٹھاؤ گے۔ خدا کی قسم تم بہت روؤ اور تھوڑا ہنسو۔ تم دنیا اور آخرت کی لعنت لے چکے ہو۔ تم اپنے چہرے کی سیاہی کبھی نہ دھو سکو گے۔ اور اب تم خاتم النبوۃ کے بیٹے اور رسالت کی کان اور اپنی حجت کے مدار اور اپنے فخر کے مینار اور جنت کے نوجوانوں کے سردار کے قتل کا داغ دھونا چاہتے ہو۔ اے کوفہ والو تم پر افسوس ہے۔ تمہارے نفسوں نے بہت برا سوچا کہ تم پر اللہ ناراض ہوا اور تم نے ہمیشہ کا عذاب خریدا۔ کیا تم جانتے ہو کہ تم نے کونسے رسول اللہؐ کے جگر کو ٹکڑے ٹکڑے کیا ہے اور ان کا کون سا خون گرایا ہے اور ان کی کونسی شریف بیٹیوں کو بے پردہ کیا ہے۔ تم اپنے اوپر بہت بھاری چیز لائے ہو قریب ہے کہ اس کے بوجھ سے آسمان پھٹ پڑے اور زمین اس سے شق ہو جائے اور پہاڑ کانپ کر گر پڑیں۔ تم نے ایک عیب دار اور بد صورت کام کیا ۔ کیا تمہیں تعجب ہے اگر آسمان سے خون کی بارش ہو اور آخرت کا عذاب بہت زیادہ ذلیل کرنے والا ہے۔ اور پھر تم مدد نہ کئے جاؤ گے۔ تمہیں انتقام کی مہلت بیوقوف نہ بنا دے۔ اور نہ جلدی کا عذاب اس کو ہلکا کرے گا اور تم ان کے انتقام سے بے خوف نہ ہونا ۔ خبردار میرا اور تمہارا رب گھات میں ہے۔"

اور لوگ حیران تھے اور اپنے منہ پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے۔ ایک بوڑھا روتا ہوا آپ کے پاس آیا اور اس کی داڑھی بھیگ چکی تھی۔ اس نے کہا "اے سیدۃ النساء کی بیٹی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ نے سچ فرمایا۔ آپ کے بوڑھے

اپنا سوت مضبوط کاتنے کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے توڑ دے

بہترین بوڑھے ہیں اور آپ کے نوجوان بہترین نوجوان ہیں اور ہم نے بہت برا کام کیا ہے اور ہم قیامت تک اہل جہاں کی ملامت کا نشانہ ہے اور ہم پر قیامت تک رونا اور افسوس کرنا واجب ہے۔"

یہ تو ذکر تھا اس "اشک ندامت" کا جو تا قیامت بہایا جائے گا اور آیئے ذکر کریں اس "اشک محبت" کا جو قیامت تک بہایا جائے گا۔ جیسا کہ شاہ سیدؒ نے فقہ احوط میں فرمایا کہ رونے کا معاملہ دل کی نرمی، ترحم اور کثرت غم کی وجہ سے ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر قلب حزین کو پسند فرماتا ہے۔

چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ یزید اور اس کے جانشینوں نے اس رسم محبت کو ختم کرنے کی ہر ممکن کوشش کی مگر یہ روایت رنج و الم صدیوں تک جاری و ساری رہی۔ جہاں تک ہمارے موضوع بحث یعنی برصغیر میں رسم عزاداری کی تاریخ کا تعلق ہے اس کے بارے میں خیال ہے کہ قلندری، جوالقی اور حیدری فرقے کے درویشوں نے عزاداری کی رسم کو ترکی سے برصغیر تک مقبول بنایا۔

برصغیر میں سبزواری جلوس کے طرز پر عاشورہ کا جلوس اور علم کا رواج سید محمد اشرف جہانگیر سمانی نے شروع کیا لیکن عزاداری کو مقبول بنانے میں اہم کردار چشتیہ سلسلہ کے صوفیوں نے ادا کیا جو اپنی محفلوں میں واقعہ شہادت امام حسینؑ سے متعلق المیہ اشعار پڑھتے اور سوگ مناتے تھے۔ خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کے یہ اشعار تو آج تک زباں زد خاص و عام ہیں۔

شاہ ہست حسین بادشاہ ہست حسین
دیں ہست حسین دیں پناہ ہست حسین
سر داد نہ داد دست در دست یزید
حقا کہ بنائے لا الہ ہست حسین

کہا جاتا ہے کہ ہندوستان میں تعزیے کا رواج امیر تیمور نے شروع کیا۔ بغداد کی فتح میں امیر تیمور اپنے ساتھ حضرت فاطمۃ الزہراؑ کے مبارک رومال کا ایک ٹکڑا اپنے ساتھ لے آیا۔ یہ مقدس نشانی مغلوں سے نظام دکن کو منتقل ہوئی اور اسے ایک عاشور خانے میں رکھا گیا۔ خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کے زیر اثر شہدائے کربلا کے مراثی پڑھنے کا رواج گلبرگہ اور دکن بھیجہ کے چشتیہ آستانوں میں شروع ہوا۔ دکن میں ایرانی طرز کی عزاداری کا آغاز غالباً نعمت اللہی خانقاہ میں ہوا اور ایران سے دکن آکر بسنے والے اہل تشیع جو تقیہ اختیار کئے ہوئے تھے وہ بلا تکلف اس عزاداری میں شریک ہوتے تھے۔ لیکن اس رسم کو سرکاری

برصغیر میں سب سے پہلے سلسلۂ چشتیہ کے صوفیاء نے عزاداری کو رواج دیا۔

سرپرستی قلی قطب شاہؒ (۱۵۱۸ تا ۱۵۴۳) کی قطب شاہی سلطنت کے زمانے میں حاصل ہوئی۔ قلی قطب شاہ کے عہد میں عزاداری کی کئی رسوم کا آغاز ہوا اور قلی قطب شاہ نے گولکنڈہ میں بہت سے مخصوص عاشور خانے تعمیر کروائے بعد کے حکمرانوں نے بھی ان عاشور خانوں کی تعمیر جاری رکھی۔ شب عاشور حفاظتی تدبیر کے طور پر جلائے جانے والے الاؤ کی یاد میں ان عاشور خانوں میں آگ جلائی جاتی۔ سرکاری سرپرستی میں ہونے والی ان رسومات کا خاتمہ اورنگ زیب عالمگیر کی فتح گولکنڈہ کے ساتھ ہوا۔ عالمگیر نے سب عاشور خانے بند کروا دیے۔

آصف جاہی سلطنت کے دور میں ان رسومات کا احیائے نو ہوا اس دور میں ماتمی جلوسوں میں ہاتھیوں اور اونٹوں کے علاوہ تعزیے، ضریح اور تابوت بھی نکالے جاتے جو قیمتی پارچہ جات اور جواہرات سے مرصع ہوتے تھے۔

دہلی شیعہ حکمرانوں کے زیر تسلط کبھی نہیں رہا اس لیے اس طرح کی رسومات یہاں نہ پنپ سکیں۔ بابر نے اپنی تزک میں گوالیار میں چند ایسی رسوم کا ذکر کیا ہے۔ شہنشاہ ہمایوں کے دور میں ماتمی جلوسوں کو مبارک کا نام دیا جاتا تھا اور اکبر اعظم کے دور میں علم مشہد بھیجے جاتے اور عقیدت مند آگ پر چلنے کا بھی مظاہرہ کرتے تھے۔ سترھویں صدی میں درگاہ پنجہ حضرت علیؑ کو

نوابانِ اودھ کے ماتمی جلوسوں میں عسکری قوت کا مظاہرہ کیا جاتا تھا۔

شہرت ملی۔ دہلی کے شاہ مرداں میں حضرت علیؑ کے دست مبارک کا نشان ایک پتھر پر موجود تھا۔

عزاداری کی رسم کو اصل عروج نوابان اودھ کے زمانے میں حاصل ہوا۔ خاندان آصفیہ کے عہد (۱۷۷۶ء۔ ۱۸۵۷ء) میں فیض آباد میں امام بارگاہیں بنائی گئیں۔ آصف الدولہ کے دور میں لکھنؤ امام بارگاہوں کا شہر بن گیا۔ اور بڑا امام بارگاہ محرم کی رسومات کا سب سے بڑا مرکز تھا۔ ولیم ناٹن اپنی کتاب Private life of an eastern king میں لکھتا ہے کہ اس دور میں ماتمی جلوس کو عسکری رنگ دیا جاتا تھا۔ جھنڈے لہرائے جاتے، بینڈ بجائے جاتے، پستول اور بندوقیں داغی جاتیں اور ڈھالیں ٹکرائی جاتیں۔ جلوس کے پیچھے دلدل ہوتا جس کے پیچھے تابوت اور تعزیے ہوتے۔ سارے راستے میں بندوقوں کی فائرنگ ہوتی اور حسنؑ حسینؑ کی ماتمی صدائیں بلند ہوتیں۔

لاہور میں نواب علی رضا قزلباش اور ان کے بیٹے نوازش علی اور نثار علی نے عزاداری کو مقبول بنایا اور بہت سی امام بارگاہیں تعمیر کروائیں۔ جلوس کا اختتام ان کے مکان پر ہوتا تھا۔

کربلا گامے شاہ تابوتوں کا مدفن ہوتا تھا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دربار کے میں فقیر برادران کو اہم مقام حاصل تھا اور یہ بھی ماتمی جلوسوں کی سرپرستی کرتے تھے۔ ملتان میں صوفی خاندانوں کے زیر اہتمام ماتمی جلوس نکالے جاتے تھے۔ گردیزی خاندان کی بنائی ہوئی بڑی امام بارگاہ پر معتقدین کا بڑا اژدھام ہوتا تھا۔ اچ میں مخدوم جہانیاں خاندان ماتمی رسومات کے سرپرست تھے۔ لال شہباز قلندر کے مریدوں نے بھی سندھ، پنجاب اور بلوچستان میں عزاداری کو مقبول بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔

انیسویں صدی تک اکثر علاقوں میں ماتمی رسومات کو اودھ کی رسومات کے مطابق بنالیا گیا تھا جبکہ کشمیر میں اس کی شکل مختلف تھی۔

مرثیہ خوانی عزاداری کا اہم جزو رہی ہے۔ کمال الدین کشفی کا روضۃ الشہد پہلا اہم مرثیہ تھا۔ جس کا دکنی سمیت کئی

دورِ انیس و دبیر مرثیہ کا نقطہ عروج تھا۔

زبانوں میں ترجمہ ہوا۔ علی واسطی بلگرامی نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا اور حیدر بخش حیدری دہلوی اور فضل علی نے کربل کتھا کے نام سے اس کا ترجمہ کیا۔ نوری، وجہی اور غواصی نے دکنی میں مرثیے لکھے۔ قلی قطب شاہ کے مراثی نے دہلی میں اردو مرثیہ گوئی کو مقبول بنایا اور میر عبداللہ ایک معروف مرثیہ گو شاعر کے طور پر ابھرے۔ پھر یہ روایت میر ضمیر کو منتقل ہوئی جنہوں نے مرثیہ تحت اللفظ کو مقبول بنایا۔ مرثیہ تحت اللفظ میر انیس اور مرزا دبیر کے دور میں اپنے نقطہ عروج تک پہنچا اور جب مرثیہ گوئی کو عروج حاصل ہو رہا تھا اور جب نوابان اودھ کی شوکت و سطوت کی شام ہو رہی تھی۔ ☆

(بشکریہ دی نیوز انٹر نیشنل)

نغمۂ حریت

علی احمد قمر سلتورو گونما

حریت کا آفتاب ابھرا ہے پھر کشمیر سے
قریہ قریہ گونج اٹھا پھر نعرۂ تکبیر سے

اب نہ ٹھہرے گا کوئی سیلِ رواں کے سامنے
ہیچ ہر دشمن ہے اب کوہِ گراں کے سامنے
ہم نے سیکھا ہے سبق اک اسوۂ شبیر سے
حریت کا آفتاب ابھرا ہے پھر کشمیر سے
قریہ قریہ گونجا اٹھا پھر نعرۂ تکبیر سے

ظلم کی تاریک شب اب ختم ہو جانے کو ہے
دستِ قاتل اب شتاب اپنی سزا پانے کو ہے
ہم بدل ڈالیں گے اپنے خواب کو تعبیر سے
حریت کا آفتاب ابھرا ہے پھر کشمیر سے
قریہ قریہ گونج اٹھا پھر نعرۂ تکبیر سے

اب غلامی کا تسلسل آخری منزل میں ہے
اور آزادی کا سورج دستِ مستقبل میں ہے
راستے ہوں گے منور صبح کی تنویر سے
حریت کا آفتاب ابھرا ہے پھر کشمیر سے
قریہ قریہ گونج اٹھا پھر نعرۂ تکبیر سے

اب غلامی کی ہر اک زنجیر کاٹی جائے گی
صبحِ آزادی نئی تقدیر لے کر آئے گی
[illegible] کا ہم عنواں لکھیں گے خون کی تحریر سے
حریت کا آفتاب ابھرا ہے پھر کشمیر سے
قریہ قریہ گونج اٹھا پھر نعرۂ تکبیر سے

یک جہتی کشمیر

احسان علی دانش

ظالموں کے ظلم کو لاؤں گا اب تحریر میں
دندناتے ہیں عدو کیونکر مری جاگیر میں
بھر گیا ذکر شہیداں سے لہو تحریر میں
آ گیا اک ماتمی لہجہ مری تقریر میں
ہے قیامت کا سماں فردوس کی تصویر میں
خون کی ہولی رہے گی کب تلک کشمیر میں ؟

لہو

یہ حقیقت ہے کہ دنیا بھر کے انساں ایک ہیں
خاص کر روئے زمیں پر سب مسلماں ایک ہیں
یہ مسلّم ہے ہمارے دین و ایماں ایک ہیں
او، خدا ، قبلہ ، نبی ، احکامِ قرآں ایک ہیں
منکرو دیکھو ذرا قرآن کی تفسیر میں
خون کی ہولی رہے گی کب تلک کشمیر میں؟

تم رگِ مسلم پہ یوں خنجر چلانا چھوڑ دو
گھر کے گھر گاؤں کے اب جلانا چھوڑ دو
غنچہ و گل میرے مٹی میں ملانا چھوڑ دو
زندگی کو موت کا شربت پلانا چھوڑ دو
جنگ ہی لکھی ہے کیا کشمیر کی تقدیر میں ؟
خون کی ہولی رہے گی کب تلک کشمیر میں؟

نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

علی احمد قمر سلتورو گوٹھا

مسافرت میں کبھی دھوپ ہے کبھی سایا
اس کا مجھ پہ کرم میں کبھی نہ گھبرایا

خدا نے لکھ دیا قرآں میں اس کا ہر فرماں
اسی لئے وہ خدا کا رسول کہلایا

لیا جو میں نے مصیبت میں اس کا نام کبھی
تو اس نے درد کے صحرا میں ابر برسایا

یہ اس کی خاکِ کفِ پا کا معجزہ ہی تو ہے
جب اس کا نام لیا میں نے مدعا پایا

ہزار رنج و الم ہوں سفر میں صحرا کے
چمکتی دھوپ میں وہ ایک ابر کا سایا

اس ایک اسم کی خوشبو ہے میرے آنگن میں
اس ایک نام نے سارے چمن کو مہکایا

پیمبروں نے بھی ہدیے درود کے بھیجے
کہ عرش و فرش نے اس کا بدل نہیں پایا

قدم قدم پہ جہاں پیاس تھی وہاں اس نے
مجھے تو دھوپ کے صحرا میں بھی نہ ترسایا

مجھے بشارتِ بخشش ہوئی عطا اس دم
مری زباں پہ محمدؐ کا نام جب آیا

یہ اس کا خاص کرم ہی تو ہے قمر مجھ پہ
کہ مجھ کو فقر میں شہ کا لباس پہنایا

فقہی مسائل

آپ کے مسائل اور ان کا حل

ابوالعرفان علامہ محمد بشیر

اس عنوان کے تحت ادارے کو موصول ہونے والے مفید سوالات کے جوابات شائع کئے جاتے ہیں۔ ہم پہلے بھی اعلان کر چکے ہیں کہ جن سوالات کے جوابات رسالے کے سابقہ شماروں میں شائع ہو چکے ہوں ان کو دوبارہ شائع کرنا اہل علم کے ہاں قدرے مضحکہ خیز سمجھا جاتا ہے۔ تاہم اگر کسی کو کسی سوال کے جواب میں مزید وضاحت مطلوب ہو تو اس کی وضاحت کر دی جاتی ہے۔ بعض حضرات کچھ ایسے سوالات بھیجتے ہیں جن کا تعلق عوامی مفاد اور اصلاح معاشرہ سے نہیں ہوتا لہذا ایسے سوالات کے جوابات بھی شائع نہیں کئے جاتے۔ سوالات ارسال کرنے والوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنا پتہ بھی لکھ دیا کریں۔ گمنام سوالات کے جوابات بھی شائع نہیں کئے جاتے۔ اس شمارے کے لئے جن سوالات کا انتخاب کیا گیا ہے ان کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

سوالات

سوال نمبر ۱۔ نماز کی بجاآوری کے دوران رونا کیسا ہے؟

سوال نمبر ۲۔ توبہ کرنے کے لئے کسی عالم دین کے پاس جانا چاہئے یا خود ہی؛ عوات صوفیہ کے مطابق رب کے حضور توبہ گزار ن جانا کافی ہے؟

(سائل موسیٰ خان سریکی ڈگری کالج سکردو)

سوال نمبر ۳۔ کیا لیٹرین کا پتھر تعمیر مسجد میں اور مسجد کا پتھر لیٹرین بنانے میں استعمال کیا جاسکتا ہے؟

سوال نمبر ۴۔ شمارہ نمبر ۵۵ کے سوال نمبر ۱ کا جواب تسلی بخش نہیں تھا مزید وضاحت فرمائیں۔

(سائلین: ۱۔ نائیک کلرک سخاوت حسین ذوغنی
۲۔ سپاہی سجاد حسین خھنگس
۳۔ لانس نائیک محمد حسین گمبہ سکردو)

جوابات

جواب نمبر ۱۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

نماز کی بجاآوری کے دوران اگر کوئی نمازی رونے لگ جائے تو رونا بھی مبطلات نماز میں شامل ہے۔ نماز کالعدم قرار پائے گی۔ ہاں رونے کی ایک صورت ایسی ہے جس سے نماز کی صحت پر کوئی برا اثر نہیں پڑتا، وہ یہ ہے کہ بعض اللہ والوں کو نماز کی بجاآوری کے دوران نور تجلیات الٰہی دیکھنے کا شوق بڑھ جانے کی وجہ سے خود بخود بے اختیار رونا آتا ہے۔ فقہ احوط میں اس کی صراحت موجود ہے۔ بعض ریاکار نماز گزار خود کو کوئی پہنچا ہوا آدمی ظاہر کرنے کے لئے نماز کی بجاآوری کے دوران جان بوجھ کر دکھاوے کے لئے یونہی رونے کی شکل پیدا کرتے ہیں وہ قابل مذمت ہے۔

اور یہ 'لب تشنہ تقریر' پسند آیا اور عوام کو بہت سے سوالوں کے جواب مل گئے۔ م۔ ش کوروی کی کوشش بھی قابل تعریف ہے نیز احسان دانش کی نظم بھی قابل تعریف ہے۔

محمد ابراہیم کوروی کراچی

(شعبہ ترسیل پتہ کی تبدیلی نوٹ کرلے)

رسالے کے شمارہ نمبر ۵۵ میں ڈاکٹر صاحب کی کمی شدت سے محسوس ہوئی۔ ان کے مضامین اس رسالے کی زینت ہیں۔ میری نگارش کو رسالے کے معیار کے مطابق ہونے کی صورت میں جگہ دیں۔

اخوند ذاکر علی خپلو

عرصہ تیس سال پاکستان آرمی میں سروس کی اور دو جنگوں میں غازی بننے کی سعادت پا کر ریٹائر ہو گیا ہوں۔ نوائے صوفیہ کا پرانا قاری ہوں لیکن رسالے میں کچھ مشکل الفاظ آتے ہیں۔ آئندہ سے آسان زبان لکھنے کی کوشش کریں۔ مضامین معیاری ہیں۔ ہر قسم کا تعاون کرنے کو تیار ہوں۔ سالانہ چندہ ارسال کر دیا ہے۔

صوبیدار غلام رسول غازی

سرموں بلتستان

میں نے ایک رجسٹری بھیجی تھی جس میں نوائے صوفیہ کا ماہانہ چندہ بھی بھیجا تھا لیکن آپ کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔ آپ نوائے صوفیہ بھیجتے رہیں میں ماہانہ چندہ ارسال کرتا رہوں گا۔

محمد ابراہیم ٹیگری سردار گڑھ سندھ

(جواب: ٹیگری صاحب خلوص کا شکریہ اگر آپ مستقل خریدار بننا چاہتے ہیں تو سالانہ چندہ مبلغ ۱۴۴ روپے ارسال کریں۔ رسالہ سال بھر آپ کو باقاعدگی سے ملتا رہے گا۔ ماہانہ چندے کا حساب رکھنا ممکن نہیں ہے۔ اس صورت میں آپ کو مقامی مرکز سے خرید کر پڑھنا ہوگا۔)

جناب آپ نے رسالہ میں میرا ایڈریس تبدیل کر دیا تھا مگر نوائے صوفیہ میرے نئے پتے پر نہیں آیا۔ ناچیز رسالے کی خدمت کرتا رہے گا۔

اخوند محمد کاشف حسین کراچی

(شعبہ ترسیل شکایت کو نوٹ کرلے)

بندۂ عاجز دوسروں سے لے کر نوائے صوفیہ کا مطالعہ کرتا تھا اب مستقل خریدار کی حیثیت سے منگوانا چاہتا ہوں۔ براہ کرم رسالہ ارسال کریں میں پہلی فرصت میں چندہ ارسال کروں گا۔ رسالے کے مضامین لاجواب ہیں۔

میرا پتہ یہ ہے۔

محمد دین 434 سگنل کمپنی خپلو سول لائن مین

بقیہ خبریں

تعزیتی اجلاس:

۲۵ فروری ۲۰۰۰ کو شاہ محسن ہاؤس کراچی میں ایک اہم اجلاس ہوا جس میں نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن پاکستان کو تمہ سنگجی یونٹ کے عہدیداروں نے شرکت کی۔ اس اجلاس میں سید علی شاہ صاحب اور جج محمد علی صاحب کی اچانک وفات پر اظہار افسوس کیا گیا اور مرحومین کی ارواح کو ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی کی گئی۔

تنظیم کے ایک اور اجلاس میں شرکاء نے اتحاد و اتفاق اور این وائی ایف کے ساتھ تعاون کی اپیل کی۔

محمد حسین ایڈووکیٹ

جنرل سکریٹری

ب نمبر ا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

توبہ کرنے کی اصل حقیقت یہ ہے کہ گنہگار بندہ اپنے ناہوں سے پچھتا کر خود ہی رب کے حضور پختہ عزم کے ساتھ ب گزار بن جائے۔ پھر وہ اپنی بقیہ زندگی ہر قسم کی غلط کاریوں سے دور رہ کر گزار دے۔ ظاہری طور پر وہ دعوات صوفیہ کے متعلق الفاظ بھی جاری کرے۔ اگر توبہ گزار بننے والا ان پڑھ ہو تو اس کو کسی عالم دین کے پاس جاکر توبہ گزار بننا چاہئے کیونکہ وہ خود توبہ کے سلسلے میں نیت اور دیگر الفاظ کی ادائیگی نہیں کر سکتا۔ عالم دین کے پاس تائب ہو چکنے کے بعد اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ آئندہ کے لئے پاکیزہ عملی زندگی گزارنے کو اپنا شیوہ بنائے رکھے۔ اگر تائب ہونے کے بعد پھر بد کرداری کا شکار ہو جائے تو دوبارہ تائب ہو جانا چاہئے اس طرح سے توبہ کا دروازہ بند ہونا کا مایوس کن لمحہ آنے تک تائب ہوتے رہنے کو کبھی نہ بھولے۔

جواب نمبر ا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

تعمیر مسجد کے لئے پاک میٹریل کا ہونا ضروری ہے۔

اگر کسی مسجد کی تعمیر کے لئے کسی لیٹرین کا پتھروں کا استعمال کرنا پڑے تو دیکھا جائے گا کہ لیٹرین کے پتھر ناپاک تو نہیں۔ اگر لیٹرین کے پتھر انسانی فضلہ وغیرہ لگ جانے کی وجہ سے ناپاک ہوں تو پانی سے ان ناپاک پتھروں کو دھو کر پاک کیا جائے پھر ان پاک شدہ پتھروں کو تعمیر مسجد کے لئے استعمال کیا جائے۔ بلتستان جیسے علاقوں میں ایسی صورت حال پیدا ہو سکتی ہے۔ اسی طرح سے تعمیر مسجد سے جو پتھر بچ گئے ہوں ان کو لیٹرین بنانے کے لئے استعمال کرنا جائز ہے۔ پتھروں کا استعمال کرنا یا نہ کرنا انسانوں کا کام ہوا کرتا ہے۔ انسان اپنی سہولت کے تحت کام کرتا ہے لہٰذا اگر کہیں اس قسم کی ضرورت پڑے تو ایسا کرنا جائز ہے۔

جواب نمبر ا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

کسی کا تخم حرام ہونا یا تخم حلال ہونا جنسی رابطے کی نوعیت پر موقوف ہوا کرتا ہے۔ اگر جنسی رابطہ شرعاً جائز ازدواجی تعلقات کی صورت میں ہو تو اس کے نتیجے میں جو اولاد پیدا ہو گی وہ تخم حلال کہلائے گی۔

اگر جنسی رابطہ شرعاً بدکاری کی صورت میں ہو تو اس کے نتیجے میں جو اولاد ہو گی وہ تخم حرام کہلائے گی۔

اگر کسی کا باپ تخم حرام ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ کسی بدکار کا ناجائز بچہ ہے لیکن اس کی اولاد شرعاً جائز ازدواجی تعلقات کے ساتھ ہو تو اس کی اولاد تخم حلال ٹھہرے گی۔ شمارہ نمبر ۵۵ کے سوال مذکور میں بھی یہی بات تھی کہ باپ تخم حرام ہے اور اس کی بیٹی تخم حلال ہے یعنی وہ شرعاً ازدواجی تعلقات کے نتیجے میں پیدا ہوئی تھی وہ کسی سید زادے اعلیٰ خاندان کے لڑکے کے ساتھ شادی رچا سکے گی۔ اس میں نسل حرام کو نسل حلال سے ملانا لازم نہیں آتا البتہ نسل حلال کو نسل حلال سے ملانا متحقق ہو جاتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہاں کفو کا فقدان ہے کفو کا فقدان شرعاً نکاح کے عدم جواز کا باعث نہیں۔

امید ہے کہ سائلین اپنے سوالات کے جوابات سے ضرور مطمئن ہوں گے۔

اخبار التصوف

دنیائے تصوّف کی خبریں

جی۔ ایچ معروفی

ورلڈ نوربخشی یوتھ فیڈریشن ریاض

سعودی عرب کا اجلاس:

سعودی عرب کے عاصمہ الریاض میں ورلڈ نوربخشی یوتھ فیڈریشن کا ایک ہنگامی اجلاس منعقد ہوا جس کی صدارت فیڈریشن کے سیکنڈ چیف الحاج محمد علی کریمی نے کی۔ اجلاس میں عالم نوربخشیت سے تعلق رکھنے والوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی اور ملت حقہ نوربخشیہ کو درپیش عصری مسائل پر گفت و شنید کی۔ شرکاء اجلاس نے اس بات پر خوشی اور اطمینان کا اظہار کیا کہ ہندوستان کے صوبہ اتر پردیش کے شہر ڈیرہ دون میں مقیم نوربخشی کے عوام سے یک جہتی کے اظہار کے طور پر ریاض میں موجود ورلڈ نوربخشی یوتھ فیڈریشن کے اکابرین نے رابطہ مہم میں نمایاں کامیابی حاصل کی ہے۔ اکابرین نے اس عزم کا اظہار کیا کہ ہندوستان کے نوربخشیوں سے مزید رابطہ استوار کر کے ان کے ساتھ مالی تعاون کو جاری رکھا جائے گا۔

شرکاء اجلاس نے بلتستان کے موضع کورو میں موجود مذہبی نزاع کو انجمن صوفیہ نوربخشیہ بلغار کی بروقت مداخلت سے فریقین کے آپس میں افہام و تفہیم کے ذریعے ختم کئے جانے پر اراکین انجمن صوفیہ نوربخشیہ بلغار و کورو خصوصاً حاجی بلال احمد صاحب کی کاوشوں کو خراج تحسین پیش کیا۔

شرکاء اجلاس نے متفقہ طور پر اراکین انجمن صوفیہ نوربخشیہ بلغار خصوصاً جنرل سکریٹری زیڈ اے بلغاری سے پرزور مطالبہ کیا کہ آئندہ جب کبھی نوربخشیوں کے مابین کوئی مصالحت نامہ تحریر کرنے کا موقع ملے تو براہ کرم معاہدہ بلغار اور معاہدہ کورو میں موجود "مصلّی" جیسے مشکوک اور غیر موزون الفاظ کے استعمال سے گریز کریں تاکہ مستقبل میں فریقین کو کسی حیلے یا بہانے کا موقع نہ مل سکے۔

رپورٹر شاہین نبی الریاض

زین اور حسان کا اعزاز:

زین اور حسان نے جو مدیر نوائے صوفیہ ڈاکٹر غازی محمد نعیم کے فرزند ہیں، حسب روایت آئی ایم سی بی کے سالانہ امتحانات میں اوّل پوزیشن حاصل کر کے گولڈ میڈل حاصل کیا۔ زین نے ۹۸ فیصد اور حسان نے ۹۹٫۸ فیصد نمبر حاصل کئے۔



زین اور حسان

تعزیتی اجلاس:

کیم فروری ۲۰۰۰ کو ورلڈ نوربخشی یوتھ فیڈریشن کا

بزرگان دین کی فرمودات سے آگاہ رہنے کا یہ واحد ذریعہ ہے اور نوجوانوں کے لئے مشعل راہ ہے۔ دعا ہے کہ سید العارفین کے پیروکار اس کے فیض سے مستفید ہوتے رہیں۔ مجھے بھی مستقل خریداروں کی فہرست میں شامل کریں۔ چندہ ارسال ہے

محمد امین شاہ جی بلغاری کراچی

نوائے صوفیہ کی مستقل اور مسلسل اشاعت پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ جنوری کے مہینے میں ڈاکٹر غازی کا تذکرہ تذکر رسالے میں موجود نہ تھا جس کی کمی محسوس ہوئی۔ ڈاکٹر صاحب کو چاہئے کہ معاشرتی مسائل پر زیادہ سے زیادہ قلم اٹھائیں۔ نوائے صوفیہ کی قیمت بہت کم ہے۔ کم سے کم اس کی قیمت پندرہ روپے ہونی چاہئے۔

محمد یوسف ثاقب ایم اے

شعبہ عمرانیات یونیورسٹی آف کراچی

راقم شمع تصوف کا ایک پروانہ ہے۔ راقم نے دیوان صوفیہ کے نام سے ایک دیوان لکھا جو کہ کچھ علماء کے ساتھ لقاء کے موضوع پر بحث و مناظرے کے دوران موزون کیا تھا۔ اس سے قبل بھی اس دیوان کو بغرض اشاعت بھیجا تھا۔ اب مکرر ارسال کر رہا ہوں۔ اس دفعہ ضرور شائع کریں۔

اخوند محمد فقیری کرمنی کندوس

(جواب: اخوند صاحب، آپ کی نظم قدرے اصلاح طلب ہے انشاءاللہ بشرط فرصت ضروری اصلاح کے بعد شائع کیا جائے گا۔ پرخلوص قلمی تعاون کا شکریہ)

ہم سب عرصہ دراز سے دیگر مستقل خریداروں سے مانگ کر رسالہ پڑھ رہے ہیں۔ رسالے کی بڑھتی ہوئی مقبولیت کو دیکھ کر ہم نے بھی مستقل قاری بننے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ لہذا رسالہ ہمارے نام پر باقاعدگی سے ارسال کریں۔ ہدیہ ارسال ہے۔

۱۔ سپاہی غلام عباس قاچو C COY

۲۔ سپاہی غلام عباس کھرکوی C COY

۳۔ سپاہی محمد حسین مچلوی B COY

۴۔ سپاہی عبدالقادر A COY

12 NLI REGT. FPU 5

جولائی میں نوائے صوفیہ کے لئے ایک دوست کے ہاتھوں چندہ ارسال کر دیا تھا مگر آپ کو شاید وہ رقم نہ مل سکی۔ اب ۱۵۰ روپے منی آرڈر کر رہا ہوں۔ سید علی شاہ صاحب اور حج محمد علی صاحب کے انتقال کا بہت افسوس ہوا۔ این ایل آئی کے تمام نوجوان اس غم میں شریک ہیں۔

نائب صوبیدار موسیٰ گلشن کبیر

وسپاہی محمد جعفر خپلوی

نوائے صوفیہ کے لئے ایک مضمون ارسال کیا تھا۔ شائع نہ ہونے کی کیا وجہ ہے؟ آج کل رسالہ بروقت شائع نہیں ہوتا۔ تاہم کارکنوں کی خدمات قابل تعریف ہیں۔ اس بار مولانا غلام حسن کے مضمون شاہ قاسم فیض بخش میں فیض بخش کی ولادت غلط درج تھی اس کی تصحیح کریں۔

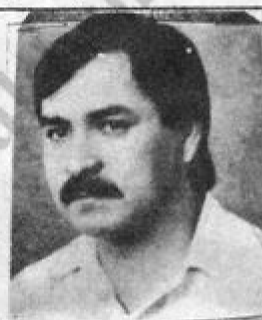
محمد اقبال سرمیکی سکردو بلتستان

میں نے اپنے پتے کی تبدیلی سے آگاہ کیا تھا مگر شاید آپ لوگوں تک یہ اطلاع نہیں پہنچی۔ میرا پچھلا پتہ M-19 اقبال کلاتھ مارکیٹ ایم اے جناح روڈ کراچی تھا۔ نیا پتہ اور خریداری نمبر یہ ہے۔

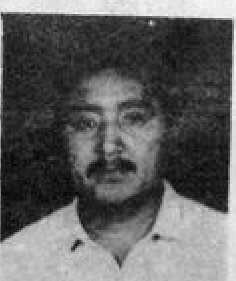
محمد ابراہیم کوروی خریداری نمبر 846 ، E-15 بلاک نمبر 6 ، PECHS کراچی ہے۔ امید ہے کہ رسالہ اس پتہ پر ارسال کریں گے۔ دسمبر کے شمارے میں ڈاکٹر غازی صاحب کا

ایک تعزیتی اجلاس المملکۃ العربیۃ السعودیۃ کے دار لحکومت الریاض میں منعقد ہوا جس کی صدارت جناب الحاج انجینئر محمد یوسف تھلوی نے کی۔ شرکائے اجلاس نے نوربخشی دینی درسگاہ المعروف مدرسہ شاہ ہمدان کے بانی سیشن جج محمد علی صاحب اور نوربخشی عالم دین سید علی شاہ صاحب پھڑوا کے انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا اور مرحومین کے ایصال ثواب کی خاطر فاتحہ خوانی کی گئی۔ شرکاء نے ایک متفقہ قرارداد کے ذریعے حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا گیا کہ سیشن جج محمد علی مرحوم کی غیر طبعی موت کی عدالتی تحقیقات کروا کر لواحقین کے شک کو دور کیا جائے۔

رپورٹر شاہین نبی الریاض



غلام نبی شاہین صاحب نمائندہ نوائے صوفیہ ریاض سعودی عرب



نوائے صوفیہ کے سرپرست حاجی بلال احمد کوروی صاحب سعودی عرب

عبدالکریم صاحب کا انتقال پر ملال:

بلتستان کی معروف شخصیت اور ڈگری کالج سکردو کے لائبریرین عبدالکریم صاحب ۱۰ اپریل کی شب اسلام آباد میں ٹریفک کے حادثے میں انتقال کر گئے۔ مرحوم کی موت ایک بس ڈرائیور کی لاپروائی کے باعث واقع ہوئی جس نے انہیں سڑک کے کنارے چلتے ہوئے ٹکر ماری اور بس کا ڈرائیور موقع سے فرار ہو گیا۔ مرحوم کو شدید زخمی حالت میں ہسپتال کمپلیکس لے جایا گیا مگر راستے میں ہی وہ خالق حقیقی سے جا ملے۔ انجمن صوفیہ نوربخشیہ کے جنرل سکریٹری فاچو محمد امین صاحب، یوتھ فیڈریشن کے صدر احمد سلیم صاحب، جامعہ اہل بیت کے شیخ محمد امین صاحب اور ڈاکٹر غازی محمد نعیم نے انجینئر محمد یوسف صاحب اور دیگر اراکین انجمن کے خصوصی تعاون سے میت کو بروقت ہوائی جہاز کے ذریعے بلتستان بھجوادیا۔

مرحوم نہایت شریف النفس اور درویش صفت انسان تھے۔ انہوں نے اس دور میں پنجاب یونیورسٹی سے دو مرتبہ ایم اے پاس کیا جب اس علاقے میں تعلیم کا کوئی رواج نہیں تھا۔ انہوں نے لائبریری سائنس میں بھی ایم اے کر رکھا تھا۔ مرحوم تعلیم یافتہ نوربخشیوں میں نمایاں مقام رکھتے تھے۔

مرحوم کے لواحقین اور اسلام آباد میں مقیم اہل نوربخشیہ نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ حادثے کے ذمہ دار افراد کو فوری طور پر گرفتار کیا جائے اور مرحوم کے پسماندگان کو فوری انصاف فراہم کیا جائے۔

ادارہ نوائے صوفیہ مرحوم کے لواحقین کے ساتھ گہری ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔ اللہ تعالی مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔

پیغامِ تہنیت :

نورخشیہ یوتھ فیڈریشن کے صدر احمد سلیم ، جنرل سکریٹری محمد علی شجاع ، نائب صدر فدا حسین کے علاوہ مدیر نوائے صوفیہ ڈاکٹر غازی محمد نعیم ،اور منتظم جی ایچ معروفی ، انجمن محمدیہ کے جنرل سکریٹری قاچو محمد امین ممبران اخوند حسین ، قربان علی محمد موسیٰ اور محمد دین نے الگ الگ پیغامات میں صدر انجمن محمدیہ صوفیہ نورخشیہ اسلام آباد بالا محمد سلیم صاحب کو AVP- UBL کے عہدہ پر ترقی پانے پر دلی مبارکباد دی ہے اور امید کا اظہار کیا ہے کہ وہ پیشہ ورانہ ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ دینی اور سماجی کاموں میں اپنی دلچسپی برقرار رکھیں گے۔

احمد سلیم اسلام آباد

جی ایچ معروفی کا تبادلہ :

ماہنامہ نوائے صوفیہ کے چیف آرگنائزر جی ایچ معروفی صاحب جو چیف احتساب کمیشن میں پی اے کی حیثیت سے خدمات سرانجام دے رہے تھے اب ان کی خدمات وزارت ثقافت ،سیاحت، کھیل اور امور نوجوان ڈویژن کے سپرد کر دی گئی ہیں۔ اس سے قبل وہ وزارت قانون میں خدمات سرانجام دے رہے تھے۔



جی ۔ ایچ معروفی

فدائیان آل رسول کراچی کی کابینہ :

تنظیم کے اجلاس منعقدہ ١٠ جنوری ٢٠٠٠ء میں نئی کابینہ کا چناؤ عمل میں آیا۔ کابینہ کے ارکان کے نام درج ذیل ہیں۔

١۔ محمد علی انجم　　صدر

٢۔ علی مراد　　نائب صدر

٣۔ محمد حسن معروفی　　جنرل سکریٹری

٤۔ محمد رضا　　جوائنٹ سکریٹری

٥۔ ایم یاسین منیر　　خزانچی

٦۔ محمد حسن　　نائب خزانچی

٧۔ غلام عباس گلزار　　سکریٹری نشرواشاعت

٨۔ محمد الیاس　　رابطہ سکریٹری

رپورٹ محمد حسن معروفی

فیصلہ نامہ کورو :

مورخہ ٢ فروری ٢٠٠٠ء بروز جمعرات انجمن فلاح و بہبود صوفیہ نورخشیہ بلغار کے عہدیداروں نے موضع کورو میں اہل نورخشیہ کے درمیان موجود نزاع کو ختم کر کے فریقین کے درمیان صلح کرائی۔ فریقین نے ایک اقرار نامہ لکھ کر بلاشان کو فیصلہ کا کلی اختیار تفویض کیا۔

اس فیصلے کا متن درج ذیل ہے۔

١۔ معاہدہ بلغار کی روشنی میں کورو کے اندر ایک ہی مرکزی انجمن اور ایک ہی مرکزی مدرسہ قائم رہے گا۔ بالفرض کوئی محلہ و جہ دوری مسافت ضرورت محسوس کرے تو مرکزی انجمن کی زیر نگرانی ذیلی سکول کھول سکتا ہے لیکن سید بشارت حسین ولد سید سعادت جان صاحب مرکزی مدرسے میں ہی مدرس رہیں گے۔

٢۔ جناب الحاج سید سعادت جان صاحب مرکزی انجمن کے نگران اعلیٰ اور خانقاہ معلی کورو کے خطیب پہلے سے تھے اور اب بھی برقرار رہیں گے اور تمام دینی امور میں ان سے مشورہ اور منظوری لازمی ہوگی۔

٣۔ محلہ ستو میں جواب تک دو سکول اور ایک مسجد میں دو پیش امام اور دو جماعت قائم ہیں ان کو کالعدم قرار دیتے ہوئے جو پیش امام پہلے سے موجود تھے ان کو برقرار رکھا گیا اور دوسرے



فیصلہ نامہ کورو میں شریک انجمن صوفیہ نوربخشیہ بلغار اور انجمن صوفیہ نوربخشیہ کورو کے اکابرین کا گروپ فوٹو

کو نائب پیش امام مقرر کیا گیا اور ساتھ ہی دونوں سکولوں کو بوجہ قربت مرکزی مدرسہ کے مصالحتاً بند کر دیا گیا۔

۴۔ مرکزی انجمن کے عہدیداروں کے چناؤ کو کالعدم قرار دیتے ہوئے درج ذیل لوگوں پر مشتمل کابینہ بنائی گئی۔

۱۔ نگران اعلیٰ	جناب سید سعادت جان صاحب
۲۔ ناظم اجلاس	جناب مولانا اشتیاق صاحب
۳۔ صدر	محمد ابراہیم لقدوم
۴۔ نائب صدر	غلام علی
۵۔ سینیر نائب صدر	حاجی مہدی
۶۔ سکریٹری	حاجی محمد حسین
۷۔ ڈپٹی سکریٹری	محمد اسماعیل
۸۔ خزانچی	احمد خان
۹۔ نائب خزانچی	غلام مہدی سرکردہ
۱۰۔ رابطہ سکریٹری	ممبر حسین
۱۱۔ پروپیگنڈہ سکریٹری	وزیر علی
۱۲۔ سکریٹری نشرواشاعت	محمد قاسم لقدوم

یہ بھی طے پایا کہ انجمن کے جو بھی واجبات فریقین کے ذمہ واجب الادا ہیں اور ساتھ ہی فطرہ وزکوٰۃ مرکزی انجمن کے پاس جمع کرانے کے پابند ہوں گے۔

۵۔ سید سعادت جان صاحب کے حق میں سابقہ روایات اور رسومات بدستور قائم رہیں گے اور وہ باری باری علماء کرام کو خطبہ دینے کا موقع فراہم کریں گے۔

۶۔ ہر دو فریق اور مرکزی انجمن کے عہدیداروں سے آج کے بعد کورو کے اندر کسی قسم کی مذہبی منافرت نہ پھیلانے اور فیصلہ نامہ پر قائم رہنے کا بھی قرآن پاک پر حلف لیا گیا۔ خلاف ورزی کرنے والوں پر خدا اور رسول کی لعنت ہو اور روز قیامت سگ وخوگ کی صورت محشور ہوں۔

دستخط نا شان بلغار

اظہار تعزیت :

کراچی سے اخوند محمد حسین کاشف سلتروی نے سید علی شاہ صاحب کے انتقال پر گہرے دکھ اور افسوس کا اظہار کیا ہے۔

شاہ ہمدان سٹوڈنٹس فیڈریشن کراچی کا کانفرنس :

مورخہ ۱۵ مارچ ۲۰۰۰ء کو شاہ ہمدان سٹوڈنٹس

فیڈریشن (گون) سرموں کراچی یونٹ کی دو روزہ کانفرنس منعقدہ ہوئی جس کی صدارت صدر عبدالرحیم صاحب نے کی۔ اجلاس نے متفقہ طور پر ریاض حسین صاحب کو فیڈریشن کا مرکزی چیرمین منتخب کیا۔ اجلاس سے کابینہ کے اراکین کے علاوہ مرکزی چیرمین نے خطاب کیا۔

سکریٹری نشرواشاعت

عاشورہ محرم بصد احترام منایا گیا:

ملک بھر میں عاشورہ محرم روایتی عقیدت واحترام سے منایا گیا۔ گزشتہ برسوں کی طرح اسلام آباد میں بھی جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ میں عاشورہ محرم کی مجلس منعقد ہوئی جس میں اخوند محمد علی صاحب نے اسوہ شبیری کے ایمان افروز تقاضوں کو اپنے فکر و عمل میں ملحوظ رکھنے کی تاکید کی۔ انہوں نے کہا کہ امام حسینؑ کا مشن تخت و تاج کا حصول نہیں تھا بلکہ ملوکیت کے خلاف جہاد اور شریعت محمدیہ کا تحفظ تھا جس میں وہ سرخ رو ہوئے۔ آج عالم اسلام کو اتحاد و یگانگت کا مظاہرہ کرتے ہوئے گروہی تعصبات کا خاتمہ کرنے کی ضرورت ہے اس کے بغیر محبت اہل بیت کا دعویٰ باطل ہے۔ حضرت امام حسینؑ نے سجدے میں سر کٹا کر مسلمانوں پر واضح کر دیا کہ نماز تلواروں کے سائے میں بھی ادا کی جاتی کیونکہ یہی جنت کی کنجی ہے اور اس کے بغیر جنت میں جانے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ ہر مسلک کے دردمند مسلمان عاشورہ محرم کی یاد اپنے اپنے انداز میں پورے جذبہ ایمانی کے ساتھ منانے کا اہتمام کرتے ہیں۔ کوئی صدقہ دیتا ہے تو کوئی اس دن روزہ رکھتا ہے کوئی نوافل ادا کرتا ہے اور کوئی غم حسینؑ میں آنکھیں نم کر لیتا ہے۔ پس غم حسینؑ اور اسوۂ شبیری جملہ اہل اسلام کی مشترکہ میراث ہے۔ اسوہ شبیری کو بیان کرتے وقت فرقہ ورانہ اختلافات کو بھول جانا چاہئے اور منبر و محراب سے دل آزاری کی باتیں کرنے کی بجائے ایسے مواعظ حسنہ کا اہتمام ہونا چاہئے جو اتحاد بین المسلمین کے آئینہ دار ہوں۔

جی ایچ معروفی

تعزیتی اجلاس:

مرکزی انجمن صوفیہ نوربخشیہ خانقاہ معلیٰ شیگر کے زیر اہتمام ۲۹ فروری کو ایک تعزیتی اجلاس منعقد ہوا جس میں عظیم نوربخشی عالم دین مفتی اعظم سید علی شاہ صاحب اور جج محمد علی صاحب کے انتقال پر ملال پر رنج والم کا اظہار کیا گیا اور مرحومین کے حق میں دعائے مغفرت کے ساتھ ساتھ ان کے پسماندگان سے اظہار تعزیت وہمدردی کیا گیا۔

اخوند علی مدرس شیگر کیاہونگ

تردید:

نوائے صوفیہ کے شمارہ ۵۵ میں اخوند محمد حسین کاشف کے نام سے ایک خط شائع ہوا ہے۔ فائیو سٹار پبلک سکول خپلو کے اخوند محمد حسین کاشف نے اس سلسلے میں یہ وضاحت کی ہے کہ یہ دوسرے کاشف صاحب سلترو کے رہنے والے ہیں۔

شاہ ہمدانؒ ویلفیر ایسوسی ایشن خپلو کے نومنتخب عہدیداران:

۱۔ صدر — محمد رضا بگتی

۲۔ نائب صدر — اخوند محمد حسن

۳۔ جنرل سکریٹری — محمد اشرف

۴۔ خزانچی — ذاکر علی ...... (بقیہ صفحہ نمبر پر)

نامۂ سالک

قارئین کے خطوط

مولوی محمد انور تھلوی

بشیر کوروی صاحب کے ہمراہ چند مضامین بھیجے تھے ان میں سے احوال ختلانی شائع ہو چکا ہے شاید بنڈل آپ کو مل گیا ہے یہ ایک اور مضمون ارسال ہے۔ ہر سال اکتوبر نومبر میں چندہ کی اپیل شائع ہوتی تھی امسال یہ خط نہیں آیا۔ نمائندگان کو دہندگان کی فہرست بھی نہیں آئی ہے۔ یہ بھی سستی اور خطرناک غفلت ہے۔ اس طرح کسی کو پتہ نہیں چلتا کہ اس کا چندہ کب ختم ہوا ہے۔ مجھے خود علم نہیں ہے کہ میرا چندہ کب سے واجب الاداء ہے۔ شعبہ ترسیل کو چاہئے کہ بروقت دہندگان کی فہرست ارسال کرنے کا بندوبست کرے۔ یاددہانی لازمی ہے اور اس سے اغماض ٹھیک نہیں۔

غلام حسن حسنو

افسوس ہے کہ آتے وقت آپ لوگوں سے ملاقات نہ ہو سکی۔ بلتستان سے واپسی کے وقت طبیعت خراب تھی اس لئے کوئی کام بروقت نہ ہو سکا۔ دو اجلاسوں کی کارروائی بغرض اشاعت ارسال ہے ان کے لئے جگہ بنائیں۔ بلغار والوں نے کورو میں موجود مذہبی تناؤ کو ختم کرنے کے لئے جو مصالحت نامہ تحریر کیا ہے اس کو بھی رسالے میں شائع کریں۔ تمام احباب کو سلام۔

شاہین نبی الریاض سعودی عرب

شمارہ نمبر ۵۰ کے بعد نوائے صوفیہ کی ترسیل بالکل منقطع ہے۔ نوائے صوفیہ کے بغیر زندگی اجیرن معلوم ہوتی ہے۔ ان رسالے کی تعلیمات ایک ایسا چراغ ہے جو حق کے راستے پر سفر کو آسان بناتا ہے اور حقیقت اور صداقت کے متلاشی کو اطمینان بخشتا ہے۔

علی حسین شیگری کراچی

نوائے صوفیہ کا نومبر اور دسمبر کا شمارہ موصول ہوا۔ سعودی عرب میں مقیم احباب کا ایڈریس بھی مل گیا جس کے لئے اہل صوفیہ تہ دل سے شکر گزار ہیں۔ دین حق کے لئے آپ لوگوں کی خدمات بے مثال ہیں۔ دیگر مدرسہ کی تعمیر جاری ہے سالانہ اجلاس کے لئے نوبرا سے قربان علی صاحب، حاجی محمد علی صاحب، غلام محمد چتہ پا صاحب، شمشیر علی صوفی صاحب، شیر محمد صاحب، ابراہیم کاطمپہ صاحب، اپو شمشیر صاحب اور انجمن صوفیہ نوربخشیہ کے صدر یعقوب صاحب، محمد صاحب، حسن صاحب، نثار علی صاحب، جعفر علی صاحب، محمد حسین علیمپہ، اخوند علی حسن اور دیگر عوام الناس شریک ہوئے۔ ۱۱ فروری ۲۰۰۰ء کو مدرسہ صوفیہ میں جلسہ منعقد ہوا مدرسہ کی تعمیر اور بچوں کی تعلیم کے سلسلے میں تمام نے لبیک کہی۔ تمام حساب کتاب کا آڈٹ ہوا۔ آپ لوگوں کی طرف سے مدرسہ صوفیہ امباڑی کے لئے امداد کی اپیل شائع کرنے پر سب خوشی سے پھولے نہ سمائے۔ اور اللہ تعالیٰ سے آپ لوگوں کی صحت و ترقی کے لئے دعا مانگی گئی۔ غلام علی حیدری صاحب، اور پیر نوربخشیہ سید محمد شاہ صاحب کی خدمت میں بھی خطوط ارسال کیے ہیں۔

اخوند علی حسن امباڑی ڈیرہ دون انڈیا

آپ لوگوں کی محنت وکاوش سے نوائے صوفیہ کو بین الاقوامی رسالے کی حیثیت حاصل ہو گئی ہے۔ حالیہ شمارے میں تمام مضامین معیاری تھے بالخصوص علامہ صاحب کا مضمون اور مفتی عبداللہ صاحب کا انٹرویو پسند آئے لیکن شکور علی انور صاحب کے مضمون کی کمی محسوس ہوئی۔ چہاردہ معصومین کے ایام ولادت ووفات کو تفصیل سے شائع کریں۔

اخوند محمد علی شبیری کوروی

این ایل آئی سنٹر ٹریننگ ونگ بونجی (گلگت)

نوائے صوفیہ کے گزشتہ شمارے میں شکور علی انور کے مضمون میں آیت کریمہ میں لایصلھا کی بجائے لا یعلیھا شائع ہوا ہے۔ رسالہ قابل تعریف ہے اور تمام مضامین بہت معیاری ہیں۔ بالخصوص علامہ صاحب اور انور کوروی صاحب کے مضامین لاثانی ہیں۔ رسالے کا چندہ ارسال کر دیا ہے۔

اخوند محمد علی کوروی بونجی

(نوائے صوفیہ میں ٹائپنگ کی غلطی کے لئے حد درجہ متاسف ہیں۔ نشاندہی کا شکریہ۔ علمائے کرام اور مضمون نگار حضرات سے بھی گزارش ہے کہ آیات کریمہ کی تحریر خصوصی احتیاط سے کریں اور ان کے ساتھ اعراب بھی لگائیں تاکہ ٹائپسٹ جو عربی زبان سے نابلد ہوتا ہے، سہواً ایسی غلطی کا ارتکاب نہ کر سکے)

ایک شعر اور تصویر بغرض اشاعت ارسال ہے نوائے صوفیہ میں جگہ دیں۔

ممتاز علی گلاب پوری

نوائے صوفیہ کا پرانا قاری ہوں۔ میرا خریداری نمبر ۲۹۷ ہے خراب حالات کی وجہ سے چندہ جمع نہ کرا سکا اب سالانہ چندہ ارسال ہے۔ رسالے کی ترسیل ذیل کے پتہ پر جاری رکھیں

نائیک عبدالکریم سکساوی

4NLI REGT FPU 08

آپ لوگ نوائے صوفیہ کی ترقی کے لئے دن رات تگ ودو کر رہے ہیں۔ ہماری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔ نوائے صوفیہ میں ایسے مضامین کو جگہ دیں جن کو پڑھ کر غیر نوربخشی حضرات بھی متاثر ہوں اور ان کو صوفیہ نوربخشیہ کی حقیقت سے آگاہی حاصل ہو۔ اس ضمن میں علامہ صاحب اور بواحسو صاحب کا کردار قابل تعریف ہے۔ آپ لوگوں نے ایک رسالہ بھیجنے کے بعد اس کی ترسیل بند کر دی۔ مسجد صوفیہ نوربخشیہ سیاں گاؤں کی تصویر بغرض اشاعت ارسال ہے۔

محمد ابراہیم بلغاری

ایم ایس سی آزاد کشمیر یونیورسٹی مظفر آباد

نومبر اور دسمبر کے شمارے نہیں ملے۔ میرا خریداری نمبر ۸۴۲ ہے۔ معاملے کی تحقیق کریں۔ دو خطوط بھی لکھ چکا ہوں مگر کسی قسم کی اطلاع نہیں ہے اور دل انتہائی پریشان ہے۔ نوائے صوفیہ میرا پسندیدہ رسالہ ہے اور میرے بے چین دل کی پکار ہے۔ بلند وبالا پہاڑوں کی چوٹیوں پر یہی غمگین دلوں کا سہارا ہے ہم جہاں جائیں نوائے صوفیہ ہمارے ساتھ ہوتا ہے۔ مجھے رسالے کی ترسیل جاری رکھیں۔ سال ۲۰۰۰ کا چندہ بھی ارسال کردوں گا۔ میرا پتہ یہ ہے۔

سپاہی اقبال حسین عسکری

FPU 8 , 5 NLI , A COY

پہلی بار بزم تصوف میں شرکت کی جسارت کر رہا ہوں امید ہے مایوس نہیں کریں گے۔ مقامی خریداروں فہرست میں کئی سال سے شامل ہوں۔ رسالے کی آمد کا شدت سے انتظار رہتا

رسالہ معراج المومنین کی اشاعت کیلئے تعاون کی اپیل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور اللہ کی راہ میں خرچ کو قرض حسنہ دو (المزمل) اور اگر تم اللہ کو قرضہ دو گے تو (اللہ) تمھیں اس کا دو گنا عطا فرمادے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا (البقرۃ)

رسالہ کے چند اقتباسات

1۔ وضو اور اس سے متعلق مسائل و دعائیں 2۔ غسل، اقسام غسل، طریقے، مسائل اور دعائیں 3۔ نماز پڑھنے کا طریقہ، مسائل نہایت جامع، سلیس، اختصار اور عام فہم انداز میں بیان کیا گیا ہے 4۔ روزہ کی قسمیں اور اس کے مسائل 5۔ نماز جنازہ اور اس کے مسائل 6۔ روزمرہ آداب زندگی کے مسنون طریقے اور اوعیا اور......اور......وہ سب کچھ...... جو آپ چاہیں گے

ممتاز نور بخشی سکالروں کے تبصرے

رسالہ کا میں نے چیدہ چیدہ مقامات سے مطالعہ کیا قابل اصلاح مسائل کی نوک پلک درست کیا رسالہ ہر لحاظ سے معیاری ہے ہر فرد مسلم رسالہ ہذا سے خوب استفادہ کر کے اپنی عاقبت سنوارنے کی سعی کرے اللہ ہم سب کو نمازی بنائے اور مولانا ضیاء کے قلم میں مزید روانی پیدا کرے

علامہ مفتی علی محمد ہادی شگری صاحب

ضرورت اس امر کی تھی کہ نظام صلوٰۃ کو جدید دور کے تقاضوں کے مطابق جدید انداز سے از سر نو ترتیب دی جائے یہ سعادت مولانا محمد رضا ضیاء کے حصے میں آئی "جزاء اللہ احسن الجزاء" اس کی تیاری و اشاعت پر میں مولانا ضیاء صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں

مولانا غلام حسن حسنو صاحب

انشاءاللہ یہ کتاب سلسلہ نور بخشیہ کے پیروکاروں کیلئے نہایت مفید اور اہم کتاب ثابت ہو سکتی ہے اللہ سے دعا ہے کہ مولانا ضیاء کے زور قلم میں اضافہ ہو اور کتاب کو قارئین کیلئے مفید و مقبول بنادے مولانا محمد ابراہیم فیضی صدر معلم جامعہ شاہ ہمدان سکردو

زر تعاون کی ترسیل کیلئے پتے

حبیب بنک اسلامک یونیورسٹی برانچ اسلام آباد اکاونٹ نمبر 1-3334

یا ماہنامہ نوائے صوفیہ کے پتے ہاؤس نمبر A-358 جی سکس ون ون اسلام آباد

یا جامع مسجد صوفیہ نور بخشیہ گلی نمبر 40 جی سیون فور اسلام آباد کے پتے پر ارسال فرما کر ممنون فرمائیں!

مخیر حضرات سے تعاون کی اپیل

تمام مخیر حضرات سے اپیل ہے کہ رسالہ معراج المومنین کی اشاعت کیلئے حسب توفیق مالی معاونت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں

متمنی تعاون

مولانا محمد رضا ضیاء سرمیکی